جلد ۲۳ | مورخہ ۶ رمضان ۱۳۵۴ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۳۱

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریکِ جدید کے متعلق

جماعت احمدیہ قادیان کا جلسہ

قادیان یکم دسمبر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت آج نو بجے صبح لوکل انجمن کی طرف سے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی زیر صدارت مسجد اقصیٰ میں تحریک جدید کے متعلق جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور انچارج دفتر تحریک جدید نے تحریک جدید کے پندرھویں۔ سولھویں۔ اور سترھویں مطالبہ یعنی غیر ممالک میں تبلیغ احمدیت کرنے اپنے ہاتھوں کام کرنے اور بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے کے متعلق تقریر کی۔ پھر الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیر نے سادہ زندگی۔ اور باحیثیت لوگوں کو تبلیغ پر آمادہ کرنے کے متعلق تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ زندگی دفع شر اور جلب منفعت کا نام ہے۔ انسان کی زندگی مہد سے لحد تک ہوتی ہے۔ جس کے معنی ہیں اگر انسان اپنی زندگی کو اسلامی احکام کے مطابق بنائے۔ تو اس کی زندگی اسلامی زندگی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ یہ زندگی جسے ہم سادہ زندگی کہتے ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سب سے بڑے نمونہ ہیں۔ آپ نے وہ زندگی اختیار کی۔ جو سراسر مخلوق کے فائدہ کے لئے تھی۔ پس ہمیں بھی وہ باتیں اختیار کرنی چاہئیں۔ جن کا نمونہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پیش کرتی ہے۔ سادہ زندگی اختیار کرنے سے ایک طرف انسان اپنی مالی حیثیت درست کر سکتا ہے۔ اور دوسری طرف اگر نیت نیک ہو۔ تو ثواب بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک اور مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کے باحیثیت اور معزز لوگ خصوصیت سے تبلیغ میں حصہ لیں۔ تبلیغ کے لئے ایمان۔ تنظیم اور ایثار کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے ماتحت ہر وہ احمدی جس کو خدا تعالےٰ نے عزت اور وجاہت دی ہے۔ حصہ لے سکتا ہے۔

نیر صاحب کے بعد جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر بیت المال نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ قرآن مجید میں مالی وجانی قربانی کا ذکر بار بار آتا ہے۔ جانی قربانی صرف یہی نہیں۔ کہ ایک انسان خدا تعالےٰ کی راہ میں جان دیدے۔ بلکہ یہ بھی ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کی خاطر تکالیف سہے اور اپنے نفس کا آرام خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ انسان تمام مخلوقات میں یہ امتیاز رکھتا ہے۔ کہ اسے اس کے حدود کے اندر اختیارات دیئے گئے ہیں۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ بندہ اس کے حکم کے ماتحت سب کچھ اس کے سامنے رکھ دے۔ آج کل دشمن مخالفت میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے کاموں میں ترقی کرنی چاہیئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک ہے۔ کہ جو کوئی اپنی آمد کا ¼ سے ⅓ حصہ بچا سکتا ہے۔ وہ اس رقم کو جمع کر بھیجے۔ یہ چندہ نہیں۔ بلکہ اقتصادی فائدہ کی تحریک ہے۔ یہ روپیہ تین سال کے بعد بصورت روپیہ یا جائداد واپس کر دیا جائیگا۔ وہ جائداد جو آج سے تین سال بعد ملیگی۔ یقیناً اس روپیہ سے جو آج دیا جائے گا۔ زیادہ قیمتی ہوگی۔ علاوہ ازیں اس طرح لوگوں کو روپیہ جمع کرنے کی بھی عادت ہو جائے گی۔

"الفضل" کے بغیر آپ کن باتوں سے محروم رہتے ہیں؟

(۱) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالات اور ارشادات سے (۲) حضور کے رقم فرمودہ مضامین بیان فرمودہ خطبات اور تقریروں سے (۳) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مرکز احمدیت کے حالات سے (۴) معاندین کی انتہائی مخالفتوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے کھلے نشانات کے مطالعہ سے (۵) دشمنان احمدیت کی عبرتناک ناکامیوں اور نامرادیوں کے واقعات سے (۶) مجاہدین احمدیت کی سرفروشانہ تبلیغی سرگرمیوں اور احمدی مبلغین کی اسلامی خدمات سے (۷) پیش آمدہ سیاسی و ملکی حالات اور واقعات کے متعلق جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے (۸) احباب جماعت کے اہم اور ضروری حالات سے (۹) مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات سے (۱۰) غیر ممالک کے اہم سیاسی اقتصادی اور مذہبی واقعات سے۔

پس آج ہی آپ اپنے نام "الفضل" جاری کرالیجئے۔ (مینجر)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء سے یکم دسمبر ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	پتہ
۱	مولوی عبداللہ صاحب	ضلع لاہور
۲	نذیر حسین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۳	چوہدری محمد فاضل صاحب	فتح گجرات
۴	محمد شریف صاحب قریشی	ضلع ملتان
۵	عبدالواحد صاحب	ضلع گورداسپور
۶	پیر محمد صاحب	ریاست پونچھ
۷	سارہ بی بی صاحبہ	" "
۸	شاہ محمد صاحب	" "
۹	بانکا صاحب	" "
۱۰	پیر محمد صاحب ولد قاسم صاحب	ریاست پونچھ
۱۱	محمد شفیع صاحب	" "
۱۲	رحمت علی صاحب	ضلع سہارنپور
۱۳	سید محمد شاہ صاحب	ریاست کشمیر
۱۴	اہلیہ	" "
۱۵	محمد اشرف صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۶	سوندھا خان صاحب	ضلع کیمبل پور
۱۷	چوہدری میراں بخش صاحب	ضلع امرتسر

حضرت امیر المومنین کا ایک اور مطالبہ یہ ہے کہ مخالفین کے گندہ لٹریچر کی تردید کی جائے اس مطالبہ میں حضور نے سو سو روپیہ دینے والوں کو شامل کیا ہے۔ اور غرباء کو بھی دس دس بیس بیس تیس تیس دے کر شامل ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت سے ایک مطالبہ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بیرونی ممالک میں مشن قائم کئے جائیں۔ اس کے لئے ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں وقف کریں۔ احباب کو یہ سب مطالبات پورے کرنے چاہئیں۔

مولوی عبدالمغنی خان صاحب کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا انبیاء اور ان کے خلفاء کے زمانہ میں قربانی کرنا زیادہ کار ثواب ہوتا ہے۔ بہ نسبت بعد میں آنے والے لوگوں کی قربانی کرنے کے کیونکہ وہ بنیاد ہوتے ہیں۔ ان تمام تحریکات سے جو بعد میں آنے والی ہوتی ہیں۔ حضرت امیر المومنین کی تحریکات میں سے ایک تحریک ریزرو فنڈ کی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ کچھ روپیہ محفوظ کر لیا جائے۔ اس سے بہت بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئیے۔ کہ ریزرو فنڈ کی طرف خاص توجہ کریں۔ اور اس کے لئے لوگوں سے روپیہ وصول کریں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے بعد شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم نے تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کوئی قوم پورے معنوں میں قوم نہیں کہلا سکتی جب تک وہ اپنے مستقبل کا انتظام نہیں کرتی۔ مستقبل کے لئے آئندہ آنے والی نسل کو ایسے ڈھانچے میں ڈھالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو چٹان کی طرح مضبوط ہو۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے احمدیت پر راسخ اور مضبوط ہوں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مطالبہ ۱۸ کے ماتحت بورڈنگ تحریک جدید میں انہیں داخل کرائیں۔ ایک مطالبہ اعلیٰ تعلیم کے متعلق ہے۔ حضرت امیر المومنین کا منشا ہے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیوالوں کے لئے ایک باقاعدہ انتظام قائم کیا جائے۔ اور اعلیٰ تعلیم پانے کے خواہشمندوں کے لئے جو لائن کمیٹی تجویز کرے۔ اسے اختیار کیا جائے۔ اس طرح ہمارے نوجوان مختلف قسم کی تعلیمیں حاصل کر سکیں گے۔

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے بعد خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا مطالبہ ۱۶ قادیان میں مکان بنوانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص بیعت کے بعد بار بار قادیان نہیں آتا۔ مجھے اس کے ایمان میں شک رہتا ہے۔ قادیان میں بار بار آنا یا تو مکان کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ یا اس کے عزیز رشتہ داروں کی موجودگی کی صورت میں یا مہمان خانہ میں قیام کی صورت میں۔ تینوں صورتوں میں سے مکان والی صورت بہر حال زیادہ آرام دہ ہے۔ دوسرے مکان بنا لینے سے قادیان کے ساتھ وابستگی ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے مرکز بھی مضبوط ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ قادیان کئی میلوں تک پھیل جائے گا۔ اس لئے مکان بنانے سے ایک طرف جہاں جائداد میں اضافہ ہوگا۔ وہاں دوسری طرف اس پیشگوئی کو پورا کرنے کی خاطر مکان بنایا جائے۔ تو یقیناً یہ فعل ثواب کا موجب ہوگا۔ خان صاحب کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس نے تقریر کی اور قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا کہ اشاعت اسلام کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہونی مقدر ہے۔ اے فرزندان احمدیت اٹھو اور ممالک غیر میں پھیل جاؤ۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم روحانی [illegible] کے ستارے بنو۔ اس کے بعد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے آخری مطالبہ دعا پر تقریر کی۔ اور فرمایا کہ جو خود تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اور مالی قربانی بھی نہیں کر سکتے۔ وہ اگر سلسلہ کی ترقیات کے لئے دعا کرتے رہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو بھی ثواب دے گا۔ ان تقریروں کے بعد [illegible] دعا پر [illegible]

چندہ جلسہ سالانہ جلد ادا فرمائیں

چونکہ جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اس کے لئے سامان خورد و نوش و دیگر انتظامات سرعت کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔ جن کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ احباب اور جماعتوں کو چاہئیے کہ بہت جلد اپنا اپنا چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ تا انتظامات جلسہ میں منتظمین کے لئے روپیہ کی قلت کے باعث کوئی دقت پیدا نہ ہو۔ اس چندہ میں مردوں کے علاوہ مستورات کو بھی شریک کیا جائے۔ تا وہ بھی اس بابرکت تقریب کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔ مردوں کے لئے ایک ماہ کی آمد پر کم از کم ۱۵ فیصدی شرح مقرر ہے۔ ناظر بیت المال

الفضل کا تحریک جدید نمبر
اور
احباب کرام

الفضل کا یہ پرچہ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ خطبہ جمعہ درج ہے۔ جو حضور نے تحریک جدید کے دوسرے سال کے مالی مطالبہ کے متعلق فرمایا ہے۔ احباب کی خدمت میں خاص طور پر زیادہ تعداد میں بھیجا جا رہا ہے کہ اپنی جماعت کے ہر لکھے پڑھے احمدی تک پہونچائیں۔ اور انہیں تاکید کریں۔ کہ اپنے اہل و عیال کو بھی سنائیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی گزارش ہے۔ کہ کارکن احباب اپنی جماعت کے تمام احمدی مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو جمعہ یا اتوار کے دن جمع کر کے بھی یہ خطبہ سنا دیں۔ تا احباب اس مالی تحریک جدید کی ضرورت اور اہمیت کو ذہن نشین کر کے پہلے سال سے بھی زیادہ قربانی کرتے ہوئے اس تبلیغی جنگ میں شامل ہو کر ثواب لے سکیں۔ نیز دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید سے جو فارم بھیجے جا چکے ہیں۔ ان کی خانہ پری کر کے احباب کے وعدے جلد سے جلد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیج دیے ہیں۔

خاکسار
فنانشل سکرٹری تحریک جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۶ر رمضان ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی قربانیوں کی کوئی حد نہیں مقرر کی جا سکتی

تحریک جدید کے دوسرے سال کیلئے مالی قربانی کا مطالبہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ر نومبر ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں چندہ تحریک جدید کے متعلق اعلان کیا تھا۔ اس وقت تک اس کے متعلق جو وعدے آ چکے ہیں۔ وہ میرے اندازہ میں

اٹھارہ ہزار

کے ہیں۔ ان میں صرف تین یا چار جماعتوں کے وعدے ہیں۔ باقی افراد کی طرف سے ہیں۔ ان کی زیادتی کا میں صحیح اندازہ تو نہیں کر سکتا۔ مگر اس وقت تک کے وعدوں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس سال

۳۵ فیصدی کی زیادتی

ہے۔ یعنی اٹھارہ ہزار کے وعدے۔ جن لوگوں کی طرف سے ہیں۔ گزشتہ سال ان کے وعدے ساڑھے تیرہ ہزار کے تھے۔ اور ابھی ان میں وہ وعدے بھی شامل ہیں۔ جو یا تو گزشتہ سال کے برابر ہیں۔ اور یا گزشتہ سال سے کم ہیں۔ ورنہ افراد کو لیا جائے۔ تو بعض نے ڈیوڑھا بعض نے دوگنا وعدہ کیا ہے۔ اور بعض نے اس سے کم زیادتی کی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

بعض مخلصین

نے گزشتہ سال اپنا سارا اندوختہ دے دیا تھا۔ اور جس نے اپنا سارا اندوختہ گزشتہ سال دے دیا ہو۔ وہ یقیناً اس سال گزشتہ سال کے برابر حصہ نہیں لے سکے گا۔ ان کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو گزشتہ سال کچھ نہ کچھ ذرائع آمدنی رکھتے تھے۔ مگر اس سال نہیں رکھتے۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں۔ جن پر اس سال میں کوئی مالی بوجھ پڑ گیا ہے۔ باقی لوگوں میں سے جو دینے کے قابل تھے۔ اکثر ایسے ہیں جنہوں نے اپنا چندہ بڑھایا ہے۔ بعض نے کم زیادتی کی ہے۔ مگر اس اصول کو مدنظر رکھا ہے جس کا میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جو لوگ زیادتی نہ کر سکیں۔ وہ

قلیل زیادتی

ضرور کر دیں۔ تا ان کا قدم پیچھے نہ ہٹے۔ مثلاً دس دینے والے ساڑھے دس کر دیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ کافی حصہ ایسا ہے۔ جس نے بیس پچیس۔ پچاس فیصدی کی زیادتی کی ہے۔ اور بعض نے دوگنا کر دیا ہے۔

میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ اس تحریک کی غرض عارضی نہیں ہے۔ وہ وقت آ رہا ہے۔ جب ہمیں ساری دنیا کے دشمنوں سے لڑنا پڑے گا۔ دنیا سے میری مراد یہ نہیں۔ کہ ہر فرد سے لڑنا پڑیگا کیونکہ ہر قوم اور ہر ملک میں شریف لوگ بھی ہوتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام ممالک میں ہمارے لئے رستے بند کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ پس

ہماری جنگ

ہندوستان تک محدود نہ رہے گی۔ بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی ہمیں اپنے پیدا کرنے والے۔ اور حقیقی بادشاہ کی طرف سے جنگ کرنی ہوگی۔ اگر تو احمدیت کوئی سوسائٹی ہوتی۔ تو ہم یہ کہکر مطمئن ہو سکتے تھے۔ کہ ہم اپنے حلقۂ اثر کو محدود کر لیں گے اور جہاں جہاں احمدی ہیں۔ وہ سمٹ کر بیٹھ جائینگے۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہے۔ کہ جو بات اس کی طرف سے آئی ہے اسے ساری دنیا میں پہونچائیں۔ اور ہم نے اسے پہونچانا ہے۔ ہمارا پروگرام وہ نہیں۔ جو ہم خود تجویز کریں گے بلکہ

ہمارا پروگرام

ہمارے پیدا کرنے والے نے بنایا ہے۔ اور ہم اس میں کوئی شوشہ بھی کم و بیش نہیں کر سکتے مجھے یاد ہے۔ غالباً ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء کی بات ہے۔ کہ ایک دن شیخ یعقوب علی صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ خواجہ صاحب سے میری باتیں ہوئی ہیں۔ اور میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ آپ تک ان باتوں کو پہونچا دوں۔ اس وقت اختلافات شروع ہو چکے تھے۔ اور نبوت و کفر و اسلام کے مسائل زیر بحث تھے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء کے ابتدا کی بات ہے۔ کیونکہ اس کے بعد خواجہ صاحب ولایت چلے گئے تھے۔ ان مسائل کے زیر بحث آنے کی وجہ سے جماعت میں ایک پریشانی اور حیرانی سی پیدا ہو چکی تھی۔ کہ اب کیا بنے گا۔ شیخ صاحب نے خواجہ صاحب سے گفتگو کی۔ اور مجھے کہا۔ کہ

خواجہ صاحب نے پیغام بھیجا ہے۔

کہ وہ ہر طرح صلح کے لئے تیار ہیں۔ اور کہ اگر میں بھی تیار ہوں۔ تو انہیں کوئی انکار نہیں شیخ صاحب پر انکی اس گفتگو کا اتنا اثر تھا۔ کہ انہوں نے گھر پر آ کر ہی مجھے بلایا۔ وہ دروازہ اب نہیں رہا۔ پہلے مسجد مبارک کو جو چھوٹی سیڑھیاں چڑھتی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک دروازہ ہوا کرتا تھا۔ اور اس سے گزر کر ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ اس کے

آگے پیچھے ایک دروازہ تھا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے جاتے تھے۔ شیخ صاحب نے اس اندر کے دروازہ پر آکر دستک دی۔ اور مجھے بلوایا اور کہا۔ کہ خواجہ صاحب سے میری گفتگو ہوئی ہے۔ اور میری طبیعت پر گہرا اثر ہے۔ کہ خواجہ صاحب کی بھی خواہش ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے فساد دور ہو جائے۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ فساد تو میں بھی نہیں چاہتا۔ آپ خواجہ صاحب سے پوچھ لیں۔ کہ اگر تو ان سے جھگڑا کسی دنیوی چیز کے لئے ہے۔ کوئی چیز میرے پاس ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ان کا حق ہے۔ یا انہیں مل جانی چاہیئے۔ تو میں بغیر کسی عذر کے ان کو دے دیتا ہوں اور ان کو اختیار ہے۔ کہ مجھ سے پوچھے بغیر اسے لے جائیں۔ لیکن اگر اختلاف عقائد کے متعلق ہے۔ تو یہ نہ ان کا حق ہے نہ میرا کہ بعض باتوں کو چھوڑ کر کوئی درمیانی راہ اختیار کر لیں۔ اور اس طرح صلح نہیں ہوگی بلکہ فساد بڑھے گا۔ اور ہم دونوں دین کے دشمن اور غدار ثابت ہوں گے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ احمدیت ایک مذہبی تحریک ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں اسلام کا دوسرا نام ہے۔ کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ نیا فرقہ بھی نہیں۔ صرف نام کی شناخت کے لئے احمدیت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ورنہ احمدیت درحقیقت نام ہے اس اسلام کا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے۔ بعض مسلمانوں کی غفلت اور دست برد سے اس میں کئی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ اور آپ کو قرآن کریم کی وہی تشریح سمجھائی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سمجھائی تھی۔ پس یہ

نام صرف امتیاز کے لئے ہے

ورنہ احمدیت کوئی حقیقت نہیں۔ جب تک اس کا ترجمہ اسلام نہ کریں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا اسلام میں کوئی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ کیا اس میں کوئی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ کیا قرآن کا کوئی شوشہ بھی بدلا جا سکتا ہے۔ اگر یہ ہو سکتا ہے۔ تو ہم بھی خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنے کام کی تجاویز اور تفاصیل حالات کے مطابق ڈھال لیں گے۔ لیکن جب یہ غلط ہے۔ کہ اسلام میں کوئی رد و بدل ممکن ہو تو یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ ہم اپنے پروگرام کو حالات کے مطابق ڈھال لیں۔ جب اسلام پہلی دفعہ دنیا میں آیا تو اس وقت بھی ساری دنیا نے اس سے لڑائی کی۔ اور چاہا کہ یہ نہ پھیل سکے۔ اور اسے غلبہ حاصل نہ ہو۔ لیکن خدا نے اسے پھیلا دیا اور لوگوں کی باتوں کی پروا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہر بات سے سوائے اس کے کہ وہ اپنے نور کو کامل کرے۔ اسی طرح اب بھی ہوگا۔ چاہے دشمن شرارت میں حد سے بڑھ جائیں اور دوست ہمت ہار بیٹھیں۔ خدا تعالےٰ نے جو بات کہی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ اور اگر ہم اس سے ذرا بھی ادھر ادھر ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت جاتی رہے گی۔ آگے بھی اللہ تعالےٰ نے جو کچھ کیا ہے۔ ہمارے لئے نہیں کیا۔ آپ میں سے ہر ایک کو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا ہماری حیثیت اتنی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہر چیز ہماری خدمت پر لگ جائے۔ ہماری حیثیت ہے کیا۔ ایک چیونٹی یا مکھی کو ہاتھی سے جو نسبت ہوتی ہے۔ دنیا کے مقابلہ میں ہماری نسبت اس سے بھی کم ہے۔ لیکن یہ چاند اور ستارے جن کے دنیا سے فاصلوں کا بھی تا حال علم نہیں ہو سکا۔ اب تک جو تحقیقات ہوئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اسی ہزار میل چلتی ہے ایک منٹ میں ساٹھ سیکنڈ اور ایک گھنٹہ میں ساٹھ منٹ ہوتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹوں کا ایک دن تیس دنوں کا ایک مہینہ اور تین سو ساٹھ دنوں کا ایک سال ہوتا ہے۔ دنیا نے اس وقت تک جو علم حاصل کیا ہے وہ یہی ہے کہ

دنیا کا باہم فاصلہ

بارہ ہزار روشنی کے سالوں کا ہے۔ یعنی بارہ ہزار کو تین سو ساٹھ سے ضرب دو۔ جو نتیجہ نکلے اسے تیس سے اس کے ماحصل کو ۲۴ سے اور پھر ساٹھ سے اور اس کے ماحصل کو پھر ساٹھ سے ضرب دو۔ تو یہ اتنے میل بنتے ہیں۔ کہ ان کے پڑھنے پر بھی خاصہ وقت خرچ ہوتا ہے۔ اور ابھی معلوم نہیں۔ نئی تحقیقاتوں کے نتیجہ میں اس فاصلہ میں اور کتنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ آج سے چند سال قبل یہ فاصلہ صرف تین ہزار روشنی کے سالوں کا سمجھا جاتا تھا۔ اتنے بڑے عالم کو اللہ تعالےٰ نے جو انسان کی خدمت پر لگایا ہوا ہے۔ تو یقیناً انسانی اعمال اس خدمت کا معقود نہیں ہو سکتے۔ ذرا غور تو کرو۔ کہ

کروڑوں سال سے

اللہ تعالےٰ نے یہ انتظام کر رکھا تھا۔ کہ ایک رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو خاص تاریخوں میں گرہن لگے۔ تا اس گمنام بستی میں پیدا ہونے والے ایک شخص کی سچائی دنیا پر ثابت ہو۔ اسے دیکھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ انسانوں کے لئے ہو رہا ہے نہیں بلکہ سچائی کی خاطر ہو رہا ہے۔ اس لئے ہو رہا ہے۔ کہ تا خدا کا نور دنیا میں پھیل سکے پس کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ جس امر کے لئے خدا تعالےٰ نے اس قدر وسیع نظام بنایا ہے۔ اسے معمولی عذروں سے وہ نظر انداز کر دیگا کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ وہ اتنا بڑا سلسلہ چلانے کے بعد تمہارا یہ عذر قبول کرے گا۔ کہ مخالفت اور مشکلات بہت تھیں۔ اس لئے ہم چپ کر کے بیٹھ گئے۔ یا یہ عذر کسی کا قبول کریگا کہ ایک عرصہ تک قربانی کے بعد میں آرام کرنے کے لئے بیٹھ گیا تھا۔ ایک ادنےٰ سی چیز بنانے کے لئے ہزاروں روپیہ کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ایک چھوٹے سے ملک کے لئے ہزاروں لاکھوں جانوں کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے نور کو پھیلانے اور دائمی سچائی کو دنیا میں قائم کرنے کے مقابلہ میں

ہماری ہستی ہی کیا ہے

کہ قربانی کے وقت ہماری طرف سے کوئی عذر قبول کیا جا سکے۔ ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھو جس کے لئے خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے جب صبح کے وقت گھروں میں آگ جلائی جاتی ہے۔ تو تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں اور تمہاری بیویاں یا جن کو اللہ تعالےٰ نے وسعت دی ہے۔ ان کی ملازم عورتیں جب اُپلے کو توڑ کر آگ میں ڈالتی ہیں۔ تو کیا کوئی رحم ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ یا اس کی کوئی اہمیت تم سمجھا کرتے ہو۔ پس اچھی طرح یاد رکھو کہ جس طرح اس وقت کسی کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ اُپلے کو آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور یہ بات کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے یعنی اسلامی صداقتوں کے احیاء کے لئے تمہاری قربانیوں کی کوئی بھی قیمت نہیں کیونکہ اس مقصد کے مقابلہ میں جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ قربانیاں کچھ بھی نہیں رحم وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں قربان ہونیوالی چیز اس سے زیادہ قیمتی ہو۔ جس کے لئے وہ قربان کی جاتی ہو۔ یا وہاں کہ قربان ہونے والی شئی فنا ہو رہی ہو۔ دیکھو اُپلا فنا ہوتا ہے۔ مگر ہمارے دل میں کوئی رحم پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ اپنے سے بہتر وجود پیدا کرنے میں مدد دے رہا ہوتا ہے۔ مگر ہماری قربانی تو اُپلے کی قربانی کے برابر بھی نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ہمیں آگ میں ڈال کر فنا نہیں کرتا۔ بلکہ کندن بناتا اور ترقی دیتا ہے۔ سو نہ صرف یہ کہ ہمارا مقصد اتنا اعلےٰ ہے۔ کہ کوئی قربانی اس کے مقابلہ میں حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ہم فنا نہیں ہوتے۔ بلکہ شکل تبدیل کر کے اعلےٰ درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہماری قربانیاں اور تکلیفیں ایسی نہیں۔ کہ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے اصل مقصد کو بھلا دیا جائے۔ پس ضرورت صرف نقطۂ نگاہ کی تبدیلی کی ہے۔

اسلام احمدیت کا نام ہے

وہی اسلام جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے۔ مگر اسلام نام اس چیز کا نہیں کہ ظہر اور عصر کی نمازوں کی چند رکعتیں پڑھ لو یہ تو قشر ہے۔ اسلام نام ہے اللہ تعالےٰ کی صداقت اور اس کے نور کے دنیا میں قائم ہو جانے کا۔ اور نور الٰہی کی شعاعوں کے پھیلنے میں جو چیزیں حائل ہیں ان کو مٹا دینے کا۔ اس غرض کے لئے ایک ظاہری شکل بھی پیدا کی جاتی ہے۔ جو نماز ہے۔ جیسے فوج در دیوں کا سلام کرنے کا یا مارچ کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ نام ہے اس سپرٹ کا کہ۔ کہ ملک کی خاطر اگر تمام انسانوں کو بھی ہلاک کرنا پڑے تو کر دیا جائے اور ذرا دریغ نہ کیا جائے۔ وہ وردیاں اور وہ سلام اور وہ مارچنگ کس کام کا جس کے پیچھے یہ روح نہیں۔ اگر یہ روح موجود ہے۔ تو اس قشر کی بھی کوئی قیمت ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں دیکھو بادام کے چھلکے کی قدر تم اسی وقت تک کرتے ہو۔ جب تک مغز اس کے اندر ہوتا ہے جب وہ نکال لیا جائے۔ تو چھلکے کو فوراً پھینک دیا جاتا ہے:۔

بچپن میں میں نے

ایک رویا

دیکھا تھا۔ یہ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے۔ یا آپ کی وفات کے قریب کی

یعنے چار یا پانچ ماہ کے عرصہ کے اندر کی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں ہی رہا کرتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کی طرف جو گلی جاتی ہے۔ اس کے اوپر جو کمرہ اور صحن ہے۔ اس میں آپ کی رہائش تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں اس صحن میں ہوں۔ اور اس کے جنوب مغربی گوشہ میں حکیم غلام محمد صاحب امرتسری جو حضرت خلیفہ اول کے مکان میں مطب کیا کرتے تھے۔ کھڑے ہیں۔ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے فرشتوں کے ماتحت ایسے ہیں۔ جیسے فرشتہ ہوتا ہے۔ میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور وہ کھڑے ہیں۔ میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے جسے میں سامعین کو دکھاتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں اور لوگ بھی ہیں۔ گو نظر نہیں آتے۔ گویا ملائکہ یا اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ جو نظروں سے غائب ہیں۔ میں انہیں وہ آئینہ دکھا کر کہتا ہوں۔ کہ خدا کے نور اور انسان کی نسبت ایسی ہے۔ جیسے آئینہ کی اور انسان کی۔ آئینہ میں انسان اپنی شکل دیکھتا ہے اور اسی میں اس کا حسن ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی خوب قدر کرتا ہے۔ اور سنبھال سنبھال کر اور گرد سے بچا کر رکھتا ہے۔ مگر جونہی وہ آئینہ خراب ہو جاتا اور میلا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں اس کی شکل نظر نہیں آتی۔ یا چہرہ خراب نظر آتا ہے تو وہ اسے اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ اور جب میں یہ کہہ رہا ہوں۔ تو رؤیا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے۔ اور ان الفاظ کے کہنے کے ساتھ ہی وہ میلا ہو جاتا ہے۔ اور کام کا نہیں رہتا۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ انسان کا دل بھی خدا تعالیٰ کے مقابل پر آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے حسن کا جلوہ دیکھتا ہے۔ اور اس کی قدر کرتا ہے۔ مگر جب وہ میلا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے

اللہ تعالیٰ کا حسن

ظاہر نہیں ہوتا۔ تو وہ اسے اس طرح اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ جس طرح خراب آئینہ کو اٹھا کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے میں نے اس آئینہ کو جو میرے ہاتھ میں تھا۔ زور سے اٹھا کر پھینک دیا۔ اور وہ چکنا چور ہو گیا۔ اس کے ٹوٹنے سے آواز پیدا ہوئی۔ اور میں نے کہا جس طرح خراب شدہ آئینہ کو توڑ دینے سے انسان کے دل میں کوئی درد پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسے گندے دل کو توڑنے کی اللہ تعالیٰ کوئی پروا نہیں کرتا۔

غرض

انسان کی پیدائش کی غرض

یہی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے نور کو ظاہر کرے۔ اور جب اس نور کے پھیلنے میں کوئی روک پیدا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی جماعت کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جو صیقل کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نور کو دنیا میں پھیلائے۔ اگر وہ کامیاب نہ ہو۔ اور نور کو پھیلا نہ سکے تو اسے بھی توڑ دیا جاتا ہے۔ وہی آئینہ جو دنیا کی حسین ترین ہستی کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جس پر اس ہستی سے محبت کرنے والے رشک کرتے ہیں۔ وہ جب میلا ہو جاتا ہے۔ اور کام کا نہیں رہتا۔ تو اسے پھینک دیا جاتا ہے۔ اور وہ ٹکڑے ہو کر بازاروں اور گلیوں میں جوتیوں کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ پس صرف نقطہ نگاہ کی تبدیلی کی ضرورت ہے جس دن یہ خیال تمہارے دل سے نکل گیا۔ کہ احمدیت ایک سوسائٹی ہے۔ جس میں شامل ہو کر کچھ لوگ ایک دوسرے سے تعاون کرتے۔ اور ہمدردی کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور جس دن تم نے یہ سمجھ لیا۔ کہ احمدیت

خدا کے نور کے اظہار کا ایک ذریعہ

ہے۔ اس دن نہ میرے خطبات کی ضرورت رہے گی۔ اور نہ کسی کے وعظ و نصیحت کی۔ اس دن ایسی تبدیلی تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی اور ایسی آگ روشن ہو جائے گی۔ کہ شاید تمہیں روکنے کی ضرورت تو پیش آ سکے۔ لیکن تحریک کی نہیں۔ اور جب تک یہ روح نہیں۔ اس وقت تک خطبات اور وعظوں کی ضرورت ہے۔

پس تم یہ اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ جب تمہاری بعثت کی غرض ہی خدا کے نور کو پھیلانا ہے۔ اور اس کے

رستہ میں حائل شدہ روکوں کو دور کرنا

ہے۔ تو تمہاری قربانیوں کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی۔ اور کیا۔ یا کیوں یا کیسے کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ جو اس خیال سے قربانی میں شامل ہوتا ہے۔ کہ ایک یا دو سال کے بعد یہ ختم ہو جائے گی۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ بالکل شامل نہ ہو۔ بعض لوگوں نے مجھے لکھا ہے۔ کہ آپ نے گزشتہ سال کہا تھا کہ یہ تحریک صرف ایک سال کے لئے ہے۔ اور اب پھر اس سال کے لئے بھی جاری رکھنے کا آپ نے اعلان کر دیا ہے۔ حالانکہ میں نے ہرگز ایک سال کے لئے نہیں کہا تھا۔ بلکہ تین سال کے لئے کہا تھا۔ اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ تین سال اس کی موجودہ صورت کی میعاد ہے نہ یہ کہ تین سال کے بعد قربانیاں ختم ہو جائیں گی پس جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ایک سال نہیں تین سال کے بعد بھی قربانیاں ختم ہو جائیں گی اسے چاہیئے۔ کہ اس تحریک میں ہرگز شامل نہ ہو۔ میں نے یہ تحریک قربانی ختم کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اعلیٰ قربانیوں کے لئے تیار کرنے اور ان کی مشق کرانے کے لئے جاری کی ہے

پس جس کے ذہن پر

قربانی کے ختم ہونے کا خیال

غالب ہے۔ اسے اس میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ انسانوں کی طرح بعض اموال بھی بابرکت ہوتے ہیں۔ اور برکت والا مال وہی ہو سکتا ہے جس کے پیچھے اخلاص کی روح ہو۔ جو آج اور کل کو دیکھتا ہے۔ وہ میرے لئے دیتا ہے۔ نہ خدا کے لئے۔ اس لئے اس کے مال میں برکت نہیں ہو سکتی۔ انسان ہمیشہ مرتے ہیں۔ اور مرتے جائیں گے۔ پس کسی انسان کی خاطر قربانی کرنا انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ قربانی وہی مفید ہو سکتی ہے۔ جو خدا کے لئے ہو۔ اور خدا کے لئے آج اور کل کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ مال بھی انہی لوگوں کے بابرکت ہو سکتے ہیں۔ جن کے لئے وقت کا سوال نہ ہو۔ اور جن کی قربانیوں کا زمانہ اس حد تک بلکہ اس سے بھی آگے تک چلتا ہے جب تک خدا کا نور نہیں پھیلتا۔ کیونکہ تبلیغ کے بعد

تربیت کا زمانہ

شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر تربیت کے لئے اسی طرح قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح تبلیغ کے لئے۔ اور ایسا زمانہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ جب تربیت کی ضرورت نہ رہے مسلمان اسی وقت کمزور ہوئے۔ جب وہ یہ سمجھنے لگ گئے۔ کہ ہمیں صرف دو تین یا چند سالوں کے ہی قربانیوں کی ضرورت تھی ۔

پس یاد رکھو۔ کہ قربانی کا زمانہ مومن کے لئے کبھی ختم نہیں ہوتا۔ قربانیوں کی شکلیں بدلنی ممکن ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اور قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں۔ مگر مومن کے لئے قربانی کا زمانہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ جن لوگوں نے اسلام کو میری

تحریک جدید کی طرح عارضی

سمجھا۔ وہی اس کا بیڑا غرق کرنے والے ہوئے انہوں نے تلوار کے جہاد کو ہی اسلام سمجھا۔ اور جب وہ غیر قوموں کی حکومتوں کو مٹا چکے۔ تو سست ہو کر بیٹھ گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آئندہ ایسی نسلیں پیدا ہوئیں۔ جو اسلام سے غافل ہو گئیں۔ اور ہوتے ہوتے مسلمان ذلیل ہو گئے ۔

ایک زمانہ تھا۔ کہ مسلمان سے زیادہ قابل اعتماد اور کوئی نہ سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان کہہ دیتا تھا۔ کہ یوں ہوگا۔ اور لوگ سمجھ لیتے تھے۔ کہ بس بات ختم ہو گئی۔ ضرور اسی طرح ہوگا۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ وہ کوئی بات کرے۔ سننے والا یہی کہیگا کہ اس کا اعتبار کون کر سکتا ہے ۔

میں ایک دفعہ کشمیر گیا۔ وہاں مختلف رنگوں کی لوئیوں سے گبے بنائے جاتے ہیں۔ میں نے بھی

ایک گبا

بنانے کے لئے ایک شخص کو کچھ پیشگی دی لیکن جب وہ شخص گبا تیار کر کے لایا۔ تو وہ طے شدہ لمبائی۔ چوڑائی سے چوتھائی حصہ کم تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ یہ تم نے ٹھیک نہیں بنایا۔ اور میرے کام کا نہیں۔ اس پر وہ بار بار یہ شور مچائے کہ جی میں مسلمان ہوں

گویا مسلمان کی علامت یہ سمجھی جاتی ہے۔ کہ بددیانت ہو۔ اس کو خطرہ تھا۔ کہ شائد یہ اب گبّا نہ ہے۔ اس لئے وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور مجھے اس سے اور چڑ پیدا ہو۔ اور میں اسے کہوں کہ تو یہ کہکر اسلام کو کیوں بدنام کرتا ہے۔ کہ اسلام اور وعدہ خلافی لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ تو اب یہ زمانہ ہے۔ کہ

مسلمان کی بات کا اعتبار

ہی کوئی نہیں رہا۔ اور یہ حالت اسی وقت سے ہوئی ہے۔ جب سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اسلام کے لئے قربانی کا زمانہ کسی وقت ختم بھی ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی تحریک کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ہاں اس کی شکلیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ انسان پہلے بچہ ہوتا ہے۔ پھر لڑکپن آتا ہے۔ پھر جوان۔ پھر ادھیڑ اور پھر بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور پھر مر جاتا ہے۔ کیا ہر شکل پر یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ ختم ہو گیا۔ ہاں ہر شکل کی تبدیلی پر مختلف غذا اور مختلف لباس کی ضرورت رہتی ہے۔ یہی حال خدائی تحریکات کا ہے۔ اور جب تک یہ نقطۂ نگاہ نہ سمجھا جائے۔ اس وقت تک تباہی دوبارہ آجاتی ہے۔ اور جو لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ وہ مذہب کو تباہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو تحریکات ہوتی ہیں۔ ان کی صرف شکلیں بدلتی ہیں۔ وہ ختم کبھی نہیں ہوتیں۔ اور نہ وہ افراد سے وابستہ ہوتی ہیں۔ میں جاؤں گا تو خدا تعالیٰ کسی اور کو کھڑا کر دے گا۔ پھر وہ جائے گا۔ تو خدا تعالیٰ اور کو کھڑا کر دے گا۔ اور جو یہ کہے گا کہ ہم نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ وہ

اسلام کو فنا کرنے والی تحریک کا بانی

ہو گا۔ اور اس تحریک کا آدم کہلائے گا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کے دوبارہ احیاء کے آدم تھے۔ اور ہر وہ شخص جو اپنی ہر چیز کو اسلام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اپنے حلقہ میں اسلام کو زندہ رکھنے کی تحریک کے لئے بمنزلہ آدم کے ہے۔ اسی طرح جو شخص یہ خیال کرے گا۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے اس کا کام ختم ہو گیا۔ وہ اسلام کو فنا کرنے کی تحریک کا آدم ہو گا۔ جس طرح ہر

نیکی جو اسلام کے احکام کی تعمیل میں کی جاتی ہے۔ خواہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا غیر مسلموں کی طرف سے۔ کیونکہ کئی غیر مسلم بھی قرآن کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور خواہ وہ پہلی صدی میں ہو یا دسویں میں یا اس صدی میں یا آئندہ کسی صدی میں اس کا ثواب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملتا ہے۔ اور قیامت تک کی تمام نیکیوں کا ملتا رہے گا۔ اور جس طرح آئندہ ہر ایک اس نیکی کا جو اسلام کے دوبارہ احیاء کے لئے قیامت تک کی جائے گی۔ اس کا ثواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ملتا رہے گا۔ اسی طرح جو شخص یہ اطمینان کر کے بیٹھ جائیگا کہ کام ختم ہو گیا۔ تبلیغ اور تربیت میں جس قدر کمی ہو گی اور اسکے نتیجہ میں جس قدر خرابی پیدا ہو گی۔ اس سب کا گناہ اس کے سر پر ہو گا۔ اسلام یونہی تباہ نہیں ہوا۔

کوئی نہ کوئی بدبخت

تھا جس کے دل میں پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اسلام ترقی کر چکا ہے۔ اب ان قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ جن کی ضرورت پہلے تھی وہ ابلیس سے بدتر انسان تھا۔ کیونکہ ابلیس نے آدم کے نور کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ اور اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو روکنے کی کوشش کی۔ پھر اس شخص سے اور ابلیس پیدا ہوئے۔ اور ان سے اور یہاں تک کہ ان

ابلیسوں کی تلبیس سے متاثر

ہو کر مسلمان سو گئے۔ اور پھر مر گئے۔ جس طرح اس ابلیس سے بدتر انسان پر ساری دنیا کی لعنتیں پڑتی ہیں۔ اور پڑتی رہیں گی۔ اسی طرح جس دن کسی احمدی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اب جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ وہ

اسلام کی دوبارہ موت کا موجب

ہو گا۔ اور ابلیسوں کی ایک اور نسل کے لئے بمنزلہ آدم کے ہو گا۔ اور قیامت تک اس پر لعنتیں پڑتی رہیں گی۔ پس یہ خیالات دل سے نکال دو۔ کہ یہ قربانیاں ایک دو سال بعد ختم ہو جائیں گی میرے مونہہ کی طرف مت دیکھو کہ میں ایک فانی وجود ہوں۔ اپنے خدا کی طرف دیکھو جو ہمیشہ رہنے والا ہے

جس طرح خدا نے تمہیں دائمی زندگی دی ہے اسی طرح تمہاری قربانیاں دائمی ہونی چاہئیں دائمی زندگی کے تم تبھی مستحق ہو سکتے ہو۔ جب تم

دائمی قربانی کے لئے تیار

رہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریوں کے ایک اعتراض کا یہی جواب دیا ہے۔ آریوں کا اعتراض ہے۔ کہ انسان کے اعمال محدود ہیں پھر ان محدود اعمال کے نتیجہ میں دائمی اور ابدی انعام کس طرح مل سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ بے شک انسانی اعمال محدود ہیں۔ لیکن ان کے محدود رہنے کی وجہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو مار دیا۔ ورنہ مومن کب اپنے اعمال کو محدود کرنا چاہتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ کی قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے۔ پس جب اس کی نیت غیر محدود تھی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے نیک اعمال بجا لانے کی نیت کر چکا تھا۔ اور غیر معمولی قربانی کے لئے تیار تھا۔ موت اپنے لئے وہ خود نہیں لایا بلکہ خدا نے اسے موت دیدی۔ تو غیر محدود قربانی کی نیت رکھتے ہوئے وہ غیر محدود جزا کا مستحق کیوں نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دراصل مومن وہی ہے۔ جو غیر محدود قربانی کے لئے تیار ہے جو مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتا ہے کہ ٹھہرنے کا حکم ہوا ہے یا نہیں۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو دائمی زندگی کا مستحق قرار دے سکتا۔ اس کی زندگی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت کو بعض جانوروں کو بھی موقعہ دے دیا جائیگا کہ تھوڑی دیر تک کلیلیں کریں۔

پس میں اس تحریک کے متعلق پھر یہ اعلان کر دیتا ہوں۔ کہ جو اس میں میری خاطر شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اور اسے محدود خیال کرتے ہیں۔ بہتر ہے کہ وہ آج ہی علیحدہ ہو جائیں۔ کیونکہ میں ایک غریب اور کمزور انسان ہوں۔ مجھ میں ان کا بدلہ دینے کی طاقت نہیں۔ اور ان کی قربانی

دین کے لئے برکت کا موجب

ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پس وہ شامل نہ ہوں۔ تو اچھا ہے۔ صرف وہی لوگ شامل ہوں۔ جو خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو تیار ہوں۔ کہ اسے غیر محدود عرصہ تک جاری رکھیں گے۔ میری وجہ سے کوئی اس میں حصہ نہ لے۔ کیا پتہ ہے کہ میں کل تک بھی زندہ رہ سکوں یا نہ بلکہ شام تک کا بھی علم نہیں۔ میری وجہ سے شامل ہونے والوں کی قربانی دیرپا نہیں ہو سکتی۔ قربانی اسی کی مفید ہو سکتی ہے جو اپنے آپ کو ابدی قربانی کے لئے پیش کرے

قربانی کی تعیین

اس کے ذہن میں بے شک نہ ہو۔ اور یہ تو میرے ذہن میں بھی نہیں۔ ممکن ہے اگلے سال یہ قربانی نہ رہے۔ یا

مالی قربانی

کی بجائے وطن یا رشتہ داروں یا جانوں کی قربانی کرنی پڑے۔ کسی کو کیا علم ہے۔ کہ کل کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کیا مطالبہ کیا جائے گا۔

پس جو شخص ایسی مستقل اور بے شرط قربانی کے لئے تیار ہے۔ اسی کی شمولیت ہمارے لئے برکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ لیکن جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ آج دے لو کل آرام کرینگے وہ خواہ دس لاکھ روپیہ بھی دے دے۔ وہ ہمارے لئے برکت کا موجب نہیں ہو گا۔

اس سال کی قربانی کے لئے

میں پھر یہ شرط لگاتا ہوں

کہ کسی کو مجبور کر کے وعدہ نہ لیا جائے۔ اور وہی لیا جائے۔ جو کوئی خود دیتا ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ ایک شخص سو روپیہ دے سکتا ہے مگر وہ صرف پانچ دیتا ہے۔ تو اسے کچھ مت کہو۔ یہ چندہ ماہوار چندوں کی طرح نہیں ہے۔ کہ ہر شخص لازماً ایک آنہ فی روپیہ دے۔ سوائے اس کے جو نہ دینے کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کرے۔

صرف آواز پہونچا دو

پھر لاکھ دینے کی استطاعت رکھنے والا بھی اگر دس روپیہ دیتا ہے۔ تو اسے یہ مت کہو کہ زیادہ دے۔ تمہارا کام صرف یہ ہے۔ کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جس تک یہ آواز نہ پہونچ جائے

عورت مرد بیکار۔ باکار۔ بوڑھا جوان۔ بچہ۔ ہر ایک تک یہ آواز پہونچا دو۔ لیکن یہ مت کہو۔ کہ ضرور دے اور پھر بار بار مانگ کر اسے شرمندہ مت کرو کیونکہ اس سے تم کام کی برکت کو کھو دیتے ہو۔ یاد رکھو برکت اطاعت سے ہوتی ہے۔ اور اس چندہ کے متعلق اطاعت یہی ہے۔ پچھلے سال بھی میں نے یہی نصیحت کی تھی۔ اور اب بھی کرتا ہوں۔ کہ وعدہ لکھا کر بھی اگر کوئی سستی کرتا ہے۔ تو اُسے ایک دو بار یاد دہانی کرا دو لیکن پیچھے نہ پڑ جاؤ۔

ہندوستان کی جماعتوں کے لئے

اس چندہ کی آخری تاریخ میں ۱۵ جنوری مقرر کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ۱۵ جنوری کو پوسٹ کیا ہوا خط وغیرہ اگلے روز نکلتا ہے۔ اس لئے جن پر ۱۶ کی مُہر ہوگی وہ وعدے بھی لے لئے جائیں گے۔ لیکن اس کے بعد کا کوئی وعدہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ کوئی چندہ لیا جائے گا۔ وصولی کی مدت وہی ایک سال ہوگی۔ گذشتہ سال کے وعدے جو تیس نومبر تک ادا کر دیتا ہے۔ وہ اسے پورا کرنے والا ہے لیکن جو دیر کرتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اجازت حاصل کر چکا ہو۔ اس سے پھر وہ چندہ نہیں مانگا جائے گا۔ ہاں اگر اس کے دل میں خود ہی ندامت محسوس ہو۔ اور وہ آپ ہی آپ دیدے تو چونکہ توبہ کا دروازہ بند نہیں۔ اس لئے ہم اسے روک نہیں سکتے۔ ہندوستان کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جہاں تحریک جلد نہیں پہونچ سکتی۔ کیونکہ ان لوگوں کی زبان مختلف ہے۔ مثلاً بنگال اور مدراس کے علاقے ہیں۔ ان کے لئے میں تیس مارچ کی تاریخ مقرر کرتا ہوں یعنی ۳۱ مارچ یا یکم اپریل کی مہر جن وعدوں پر ہوگی۔ وہ لئے جائیں گے۔ اس کے بعد کے نہیں

غیر ممالک کی ہندوستانی جماعتوں کیلئے

بھی یہی تاریخ ہے۔ اس عرصہ میں ان تک یہ تحریک بخوبی پہونچ سکتی ہے۔ ہاں غیر ہندوستانی غیر ملکی جماعتوں کے لئے چونکہ نہ صرف فاصلہ کی بلکہ زبان کی بھی دقت ہے۔ اس لئے ان کے واسطے آخری تاریخ ۳۰ جون ہے۔ جیسے انگلستان امریکہ۔ سماٹرا وغیرہ میں جماعتیں ہیں۔ اسی طرح چندہ کی وصولی کی مدت ۳۰ جون تک کی میعاد والوں کے لئے ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء تک ہوگی۔ ۱۵ جنوری تک والوں کے لئے ۳۰ نومبر ۱۹۳۶ء اور ۳۰ مارچ والوں کے لئے یکم اپریل ۱۹۳۷ء تک مگر یاد رکھو۔ کہ نیکی جتنی جلدی کی جائے۔ اتنا ہی

ثواب زیادہ ہوتا ہے

یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ جو لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ آخر میں دینگے۔ بعض اوقات وہ دے ہی نہیں سکتے۔ بعض نے مجھے خطوط لکھے ہیں۔ کہ ہم نے خیال کیا تھا۔ کہ بعد میں دیدینگے۔ مگر بدبختی سے ملازمت جاتی رہی۔ یا آمد کے دوسرے ذرائع بند ہو گئے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ سال کے آخر تک دیدینگے۔ جو لوگ آخر وقت نماز ادا کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ بھول بھی جاتے ہیں۔ پس پہلے دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ جو شخص آج دیتا ہے۔ وہ اگلے دسمبر میں دینے والے سے گیارہ ماہ قبل کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی چیز نہیں۔ کہ اُسے چھوڑا جاسکے۔ جو لوگ ایک دن ملازمت میں پہلے داخل ہوتے ہیں۔ وہ ساری عمر سینیئر رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ سمجھ لو۔ کہ خدا کے انعام پہلے اس پر ہونگے۔ جو پہلے شامل ہوتا ہے۔ سوائے کسی ایسی مجبوری کے جو خدا کے ہاں بھی مجبوری ہو۔ لیکن وہ مجبوری نہیں جو انسان خود قرار دے لے۔

اس کے بعد میں

امانت فنڈ

کی طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ پچھلے سال بھی میں نے اس کے متعلق توجہ دلائی تھی۔ مگر احباب نے اتنی توجہ نہیں کی۔ جتنی کرنی چاہئے تھی۔ اس فنڈ میں ۲½ ہزار ماہوار کے قریب روپیہ آتا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ یہ چیز چندے سے کم اہمیت نہیں رکھتی۔ اور پھر اس میں یہ سہولت ہے۔ کہ اس طرح تم پس انداز کر سکوگے۔

مومن کے لئے ضروری ہے

کہ وہ کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کرتا رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اول رض کو لکھا تھا۔ کہ اپنی آمدنی کا کم سے کم ¼ حصہ جمع کرتے رہو (صحیح نسبت مجھے اس وقت یاد نہیں ¼ یا ⅕ لکھا تھا) کیونکہ جب تک پس انداز نہ کروگے۔ ثواب کے کاموں سے محروم ہو گے۔ پس مومن کو چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کر سکنے کی نیت سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتا رہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے لئے جائیداد بڑھاتا ہے۔ تو وہ دُنیا دار نہیں کہلا سکتا۔ جو شخص دن میں چھ کی بجائے دس گھنٹے اس لئے کام کرتا ہے۔ کہ دین کی خدمت زیادہ کر سکے۔ اسے دنیا دار کون کہہ سکتا ہے۔ وہ تو پکا دیندار ہے۔ اسی طرح جو دین کی خاطر روپیہ جمع کرتا ہے اُسے تم بخیل نہیں کہہ سکتے۔ جو شخص آواز آنے پر بھی مال حاضر نہیں کرتا۔ وہ بے شک دنیادار کہلا سکتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے مالدار ہونے کے لئے دُعا کرائی۔ مگر پھر زکوٰۃ کے لئے آپ نے کسی کو اس کے پاس بھیجا۔ تو کہدیا۔ کہ ہم خود اپنے اخراجات چلائیں۔ یا زکوٰۃ دیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے۔ کہ اس کے پاس جتنی جائیداد ہے۔ اتنی ہی قربانی کی رُوح اس کے اندر موجود ہے۔ تو اس کا

جائیداد پیدا کرنا بھی دین کی خدمت ہے

اور اس کا دُنیا کمانے میں وقت لگانا نماز سے کم نہیں۔ پس جو شخص امانت فنڈ میں اس لئے روپیہ جمع کراتا ہے۔ کہ اس عرصہ میں نیت کا ثواب حاصل کرتا رہے۔ اور جائیداد پیدا ہو جانے یا رقم جمع ہو جانے کے بعد خدمت دین میں زیادہ حصہ لینے کے قابل ہو سکے۔ وہ دُنیا دار نہیں۔ اس لئے جو شخص ایک روپیہ تک بھی اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ اسے ضرور لینا چاہئے۔ اور کوشش کرو۔ کہ یہ رقم اور بڑھے میں نے پچھلے سال دس ہزار تک کہا تھا۔ پس کوشش کرو۔ کہ یہ

دس ہزار تک

پہونچ جائے۔ بلکہ لاکھوں تک بڑھ جائے۔ اس میں تمہارا اپنا بھی فائدہ ہے۔ اور دین کی شوکت میں بھی اس سے اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ چندہ نہیں۔ اور نہ چندہ میں وضع کیا جاسکتا ہے بعض لوگ اب مجھے لکھ رہے ہیں۔ کہ ہم نے جو روپیہ جمع کرا رکھا ہے۔ وہ تحریک جدید کے چندہ میں وضع کر لیا جائے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ برابر تین سال تک چلیگا۔ جو آج اس میں شامل ہوگا۔ اسکے لئے بھی تین سال تک جاری رہے گا۔ سوائے اسکے کہ (خدانخواستہ) اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی کے لئے ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ وہ شامل نہ رہ سکے۔ اور پھر

تین سال کے بعد

بھی بہرحال یہ رقم واپس لینی ہوگی۔ چندہ میں نہیں دیجا سکیگی۔ ہاں یہ مقررہ کمیٹی کا اختیار ہوگا۔ کہ خواہ نقد روپیہ دے۔ یا جائداد کی صورت میں۔ لیکن چوتھے سال بہرحال جو شخص امانت فنڈ کو ختم کرنا چاہے۔ اسے یہ رقم واپس دیجائیگی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ کوئی شخص رقم یا جائیداد پر قبضہ کر کے خود اپنی خوشی سے اسے چندہ میں دیدے۔ مگر امانت جمع کرانے والے کے قبضہ میں آنے سے پہلے اسکی خواہش کے باوجود بھی اسے چندہ میں قبول نہ کیا جائیگا۔ کیونکہ قبضہ میں آنیکے بعد بھی انسان کی نیت بدل جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ایک لطیفہ مجھے یاد ہے۔ آپ کے ایک پرانے صحابی حکیم فضل الدین صاحب تھے۔ آجکل کے نوجوان تو شاید ان سے واقف نہ ہوں۔ انکے تعارف کیلئے بتاتا ہوں۔ کہ وہ بہت پرانے اور مخلص صحابی تھے حضرت خلیفہ اول کے دوست تھے۔ اور انکے ساتھ ہی یہاں آ گئے۔ ان کی دو بیویاں قادیان آنے سے پہلے کی تھیں۔ ایک شادی انہوں نے قادیان آ کر کی۔ پہلی بیویوں کے متعلق انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا۔ کہ ان کا مہر پانچ پانچسو تھا۔ جو انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یہ معافی نہیں۔ آپ انکی جھولی میں ڈال دیں۔ اور پھر اگر وہ لوٹا دیں۔ تو معافی کہلائیگی۔ انہوں نے کہا کہ حضور وہ ہمیشہ یہ کہتی رہتی ہیں۔ کہ ہم نے معاف کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس طرح کی معافی کوئی معنے نہیں رکھتی۔

ہمارے ملک کی عورتیں

جب دیکھتی ہیں۔ کہ مہر وصول تو ہوگا نہیں تو پھر وہ یہ خیال کر کے کہ احسان ہی کیوں نہ کر دیں۔ کہدیتی ہیں۔ کہ معاف کیا اس پر حکیم صاحب مرحوم نے حضرت خلیفہ اول یا کسی اور سے قرض لیکر ان کی جھولی میں پانچ پانچسو روپیہ ڈال دیا۔ اور کہا۔ کہ تم دونوں نے مجھے معاف تو پہلے سے ہی کر دیا ہوا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ پہلے انکی جھولی میں روپیہ ڈالدو پھر وہ معاف کرنا چاہیں۔ تو کر سکتی ہیں۔ اس لئے میں نے روپیہ تم کو دیدیا ہے۔ اب تم اگر چاہو تو یہ روپیہ

مجھے دے سکتی ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اب تو ہم واپس نہیں کریں گی۔ ہم تو یہ سمجھتی تھیں کہ پھر کوئی دیتا تو ہے نہیں چلو معاف ہی کر دیں تو بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان میں جو کچھ دیا جائے۔ وہ چندہ ہی ہے۔ اسے واپس کیا لینا ہے۔ مگر میں یہ روح پیدا کرنا نہیں چاہتا اس لئے یہ روپیہ بہر حال واپس ہوگا۔ اس کے بعد اگر کوئی دیتا ہے۔ تو ہم اسے روک نہیں سکتے۔ لیکن اس تحریک میں کوئی جس وقت سے شامل ہو۔ وہیں سے اس کے تین سال شروع ہونگے اور یہ فنڈ

سلسلہ کی عظمت و شوکت

اور مالی حالت کی مضبوطی کے لئے جاری رہیگا اور اس کی طرف جماعت کی مزید توجہ بلکہ بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پچھلے سال میں نے وقف کی بھی تحریک کی تھی۔ اس پر سینکڑوں نوجوانوں نے اپنے نام دئے۔ مگر ان میں سے بہت سے تھے۔ جن کی خدمات سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا۔ اور بعض جن سے ہم نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ ان میں دینی لحاظ سے بہت کمزوری دیکھی گئی دینی تعلیم بہت کم تھی۔ حتیٰ کہ بعض قرآن شریف کے ترجمہ تک سے ناواقف تھے اس پر مجھے بہت فکر ہوئی۔ کہ جو لوگ قرآن کریم کا ترجمہ تک نہیں جانتے وہ اسلام کی روح کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ یہ بھی

اللہ تعالیٰ کی حکمت

تھی۔ کہ مجھے اس طرح علم ہوگیا۔ چند آیات یا سورتوں کا جاننا کافی نہیں۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ

سارے قرآن کا ترجمہ

اور کچھ نہ کچھ حدیث بھی جانتا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ دینی علوم کے مطالعہ میں دو قوموں کو خاص سہولتیں حاصل ہیں۔ اہل عرب کو قرآن و حدیث سمجھنے کی۔ اور ہندوستانیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے سمجھنے کی باقی تمام ممالک پر

دوہرا بوجھ ہے

اور انہیں اپنی ملکی زبان کے علاوہ دین کو سمجھنے کے لئے دو غیر ملکی زبانیں سیکھنی پڑتی ہیں۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑی سہولت ہے گویا ہمارا کام آدھا ہو گیا۔ دین کی مکمل تشریح اردو میں ہے اور اصل دین عربی میں۔ یہ بہت بڑی سہولت ہمیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوئی ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کی قدر کرو۔ اور کوشش کرو۔ کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے۔ جسے

کم از کم قرآن کریم کا ترجمہ

نہ آتا ہو۔ یہ کوئی مشکل نہیں۔ جب کسی کام کا ارادہ کر لیا جائے۔ تو کوئی مشکل نہیں رہتی صرف ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ قربانی کے کام کو عارضی مت سمجھو۔ اور جب یہ نقطہ نگاہ ہو جائیگا تو کوئی کام بھی مشکل نہ رہے گا۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اس موقعہ پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ

وقف کی تحریک

میں اس سال پھر کرتا ہوں۔ پچھلی لسٹیں بھی ابھی ہیں۔ ان میں سے بھی دیکھ لئے جائیں گے لیکن اس عرصہ میں کئی نئے گریجوایٹ بنے اور مولوی فاضل و میٹرک کے امتحانات پاس کر چکے ہیں۔ کئی ڈاکٹری پاس کر کے فارغ ہیں۔ اس لئے انہیں موقعہ دینے کے لئے پھر اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی غیر ممالک میں آدمی بھیجے جائیں گے۔ کچھ عرصہ ان کو الاؤنس دیا جائے گا۔ تا وہ زبان سیکھ سکیں۔ اور اپنے لئے کام پیدا کر سکیں۔ اس کے بعد جب تک ان کے پاس روپیہ نہ ہو۔ صرف ڈاک کا خرچ دیا جائے گا۔ اور جب خدا تعالےٰ انہیں روپیہ دے دے تو یہ بھی نہیں دیا جائے گا۔ بعض ممالک میں تین چار بعض میں پانچ چھ بعض میں آٹھ نو مہینے کام مہیا ہونے اور زبان سیکھنے پر لگتے ہیں۔ اس عرصہ میں انہیں قلیل ترین گذارہ دیا جائے گا۔ اس تحریک کے ماتحت اس وقت تک پانچ نوجوان غیر ممالک میں جا چکے ہیں۔ اور آٹھ نو تیار ہیں جنہیں قرآن کریم اور دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔ انہیں پچھلے سال کی تحریک کے ماتحت روانہ کر دیا جائے گا۔ اور اس سال کے لئے

اور نوجوان درکار ہیں

ایک ڈاکٹر کو بھی باہر بھیجا گیا ہے۔ اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر اور حکیم بہت زیادہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح پیشہ ور لوگ بھی مفید ہو سکتے ہیں۔ اچھے لوہار دنیا کے ہر علاقہ میں خصوصاً آزاد ملکوں میں جہاں ہتھیار وغیرہ بنتے ہوں۔ بہت کامیاب ہو سکتے ہیں۔ چین اور افریقہ کے کئی علاقوں میں ان کی بہت قدر ہو سکتی ہے۔ عرب میں نہیں کیونکہ وہاں کے لوگ تلوار بنانے میں ماہر ہیں۔ اسی طرح ڈرائیوری جاننے والوں کے لئے بھی گنجائش ہو سکتی ہے۔ کسی ملک میں پہنچ کر کوئی سیکنڈ ہینڈ لاری یا موٹر لے کر فوراً کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ بی۔ اے مولوی فاضل اور میٹرک پاس بھی کام دے سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ وہ

ہاتھ سے کام کرنے کیلئے تیار

ہوں۔ پھیری کے ذریعہ پہلے دن ہی روزی کمائی جا سکتی ہے۔ ہم تو کچھ مدد بھی دیتے ہیں۔ لیکن ہمت کرنے والے نوجوان تو بغیر مدد کے بھی کام چلا سکتے ہیں۔ تم میں سے

ایک نوجوان

نے گذشتہ سال میری تحریک کو سنا۔ وہ ضلع سرگودھا کا باشندہ ہے۔ وہ نوجوان بغیر پاسپورٹ کے ہی افغانستان جا پہونچا۔ اور وہاں تبلیغ شروع کر دی۔ حکومت نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ تو وہاں قیدیوں اور افسروں کو تبلیغ کرنے لگا۔ اور وہاں کے احمدیوں سے بھی وہیں واقفیت بہم پہنچالی۔ اور بعض لوگوں پر اثر ڈال لیا۔ آخر افسروں نے رپورٹ کی کہ یہ تو قید خانہ میں بھی اثر پیدا کر رہا ہے۔ ملانوں نے قتل کا فتوےٰ دیا۔ مگر وزیر نے کہا کہ یہ انگریزی رعایا ہے اسے ہم قتل نہیں کر سکتے آخر حکومت نے اپنی حفاظت میں لاکے ہندوستان پہنچا دیا۔ اب وہ کئی ماہ کے بعد واپس آیا ہے اس کی ہمت کا یہ حال ہے کہ جب میں نے اسے کہا کہ تم نے غلطی کی۔ اور بہت ممالک تھے۔ جہاں تم جا سکتے تھے۔ اور وہاں گرفتاری کے بغیر تبلیغ کر سکتے تھے تو وہ فوراً بول اٹھا کہ اب آپ کوئی ملک بتا دیں میں وہاں چلا جاؤں گا۔ اس نوجوان کی والدہ زندہ ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے بھی تیار تھا۔ کہ بغیر والدہ کو ملے دوسرے کسی ملک کی طرف روانہ ہو جائے۔ مگر میرے کہنے پر وہ والدہ کو ملنے جا رہا ہے۔ اگر دوسرے نوجوان بھی اس پنجابی کی طرح جو افغانستان سے آیا ہے۔ ہمت کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ روپیہ کے ساتھ مشن قائم نہیں ہو سکتے اس وقت جو ایک دو مشن ہیں۔ ان پر ہی اس قدر روپیہ صرف ہوتا ہے کہ اور کوئی مشن نہیں کھولا جا سکتا لیکن اگر ایسے چند ایک نوجوان پیدا ہو جائیں

تو ایک دو سال میں ہی اتنی تبلیغ ہو سکتی ہے کہ دُنیا میں دھاک بیٹھ جائے۔ اور دُنیا سمجھ لے۔ کہ یہ ایک ایسا سیلاب ہے جس کا رُکنا محال ہے۔

مغل قوم

جس ملک سے آئی۔ وہاں غربت بہت تھی یہ لوگ عام طور پر شکار پر گزارہ کرتے تھے ان میں سے چند لوگ باہر نکلے۔ تو دولت دیکھی۔ اور واپس آکر شور مچا دیا۔ کہ دُنیا میں اس قدر دولت ہے۔ اور تم بھوکے مر رہے ہو۔ یہ لوگ دولت کی خاطر اپنے ملک سے نکلے۔ اور فرانس سے لے کر چین کی سرحدوں تک حکومت کی۔ اور وہ لوگ جو بالکل وحشی تھے۔ ایک صدی کے اندر اندر بادشاہ بن گئے۔ یہ اسلام سے پہلے کی بات ہے۔ اسلام نے آکر ان کی اور بھی کایا پلٹ دی۔ بلاکو خاں ایک پُرانے مغل فرمانروا کے متعلق انگریزی مورخین گبن وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ وہ جب یورپ فتح کر رہا تھا۔ تو یورپ کے سارے بادشاہ اکٹھے ہو کر ڈینیوب کے کنارے اسے ملے۔ اور کہا۔ کہ ہمارے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہو جائیں گی۔ آپ رحم کریں اور واپس چلے جائیں۔

اسی طرح قبلئی خاں نے چین کو فتح کیا اور جاپان پر حملہ کیا۔ مگر فتح اس واسطے نہ کر سکا۔ کہ ساحل پر طوفان آگیا۔ اور بیڑے کا ایک حصہ غرق ہو گیا۔ اور ایک حصہ کو ہوا میں چین کی طرف دھکیل لائیں۔ تاہم اس کا رعب اتنا ہوا۔ کہ جاپان کی عورتیں مغربی علاقہ میں باوجود اس کے کہ اس حملہ کو چار پانچ سو سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ آج بھی اپنے بچوں کو اس کا نام لے کر ڈراتی ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو روٹی کی خاطر گھروں سے نکلے۔ تو کیا میں اپنے نوجوانوں سے اتنا مایوس ہو جاؤں۔ کہ وہ دین کی خاطر بھی باہر نہیں نکل سکتے؟ اگر ارادہ کر لو۔ تو تم اتنے عظیم الشان کام کر سکتے ہو۔ کہ

دنیا تمہارے سامنے فوراً ہتھیار ڈال دے

مومن کو صرف ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس دن وہ ارادہ کرے۔ اسی دن مال دولت عزت سب خود درخواستیں کرتی ہیں۔ کہ ہمیں قبول کیا جائے۔ اصل چیز رضاء الٰہی ہے۔ اور اسی سے زندگی ملتی ہے۔ یہ دُنیا سب ویران اور سنسان پڑی ہے۔ گو تمہیں یہ آباد نظر آتی ہے۔ مگر خدا کی نظر میں ویران ہے۔ تم دہلی۔ لاہور اور دوسرے شہروں میں جاتے ہو۔ تو سمجھتے ہو۔ کہ یہ شہر آباد ہیں۔ اور تم زندوں میں پھر رہے ہو۔ مگر تمہاری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہوتی ہیں۔ وہ زندہ نہیں۔ مُردہ ہیں۔ کیونکہ خدا کا نام ان میں نہیں۔ جب تم خدا کا نام وہاں پہنچا دو گے۔ تب ان کو زندگی ملے گی۔ وہ شہر آباد ہوں گے۔ اور تم ان کے آدم ہو گے۔ پس نوجوان ہمت کریں۔ اور باہر نکلیں۔ تم میں سے ایک نوجوان افغانستان ہو آیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ تم وہ کام نہ کر سکو جو تمہارا ایک بھائی کر آیا ہے۔ وہ یہاں

متفرق کلاس کا طالب علم

تھا۔ اور مجھے یا کسی کو اطلاع دیئے بغیر نکل کھڑا ہوا۔ اور اب واپسی پر اس کا ذکر کیا ہے جب اس نے یہ کام کیا۔ تو کیا تم میں سے بعض اس سے بھی بڑے کام نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر اور حکیم بہت کام کر سکتے ہیں۔ ہم نے ایک ڈاکٹر کو بھیجا ہے۔ اور اس کا کام بہت اچھی طرح چلنے کی امید ہے۔ کیونکہ ہمیں جو اطلاع آئی تھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ ڈاکٹر آنکھ کی بیماریوں کا علاج جانتا ہو۔ تو اسے یہاں جلد قبولیت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور چونکہ یہ نوجوان یہ کام جانتا ہے اس لئے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد وہاں

عزت اور رتبہ

حاصل کرے گا۔ اور شہر کے معززین میں رسوخ حاصل کر سکے گا۔ تو طب پڑھے ہوئے بہت اچھا کام کر سکتے ہیں۔ ضرورت صرف حوصلہ کی ہے۔ مگر افسوس کہ بعض وہ لوگ جن کو میں نے منتخب کیا۔ حوصلہ مند نہیں ثابت ہوئے۔

سٹریٹس سٹیلمنٹ

میں تین نوجوانوں کو بھیجا گیا۔ ان میں سے دو اس طرح وہاں جا کر غائب ہو گئے ہیں۔ کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ بہرحال وہاں تین احمدی پہونچ چکے ہیں۔ اور چاہیے۔ وہ کاروبار میں ہی پھنس گئے ہوں۔ اور اس جوش سے تبلیغ نہ کرتے ہوں۔ اور اپنی رپورٹوں کو اس طرح قائم نہ رکھ رہے ہوں۔ مگر پھر بھی ان کے ذریعہ احمدیت کا نام تو ضرور پھیل رہا ہے ان سے ملنے والوں میں ہی احمدیت پھیلیگی۔ اور بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پھیل رہی ہے۔ اور احمدیت تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ ایک دفعہ دل میں گڑ کر پھر نکل سکے۔ اس لئے وہ گو اتنا جوش نہ دکھائیں۔ پھر بھی کامیابی کی بہت امید ہے۔ اس طرح رقم بھی بہت تھوڑی خرچ ہوتی ہے سال بھر کے لئے

ایک مبلغ

بھیجنے پر اڑھائی۔ تین ہزار کا خرچ ہوتا ہے۔ اور ان کے بھیجنے پر تین چار سو سے زیادہ نہیں ہوا۔ اور وہ کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں۔ اگر کسی وقت اللہ تعالےٰ جوش پیدا کر دے۔ تو اور زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ مقامی لوگوں میں سے ہی ان کے ذریعہ کوئی اچھا کام کرنے والا آدمی پیدا کر دے گا۔

میں نوجوانوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر

وسعت نظر اور بلند ہمتی پیدا کرو۔

دیکھو انگریز کس طرح دُنیا پر پھیل گئے ہیں۔ کسی وقت وہ ایسے ہی کمزور تھے جیسے آج ہم ہیں۔ یہاں کے لوگ اس بات سے چڑتے ہیں۔ کہ انگریز غیر ملک سے آکر یہاں حکومت کر رہے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ یہ

اعتراض کرنے والے

کیوں نہ ان کے ملک میں چلے گئے۔ انگریز اب چار کروڑ ہیں۔ مگر اس وقت صرف کروڑ ڈیڑھ کروڑ ہی تھے۔ مگر تم ۳۳ کروڑ تھے۔ اور باہر نہ نکل سکے۔ تمہیں کس نے روکا تھا۔ کہ باہر نکلو۔

خدا کا قانون

یہی ہے۔ کہ جو دُنیا کے لئے باہر نکلتا ہے۔ خدا اس کے آگے دُنیا کو ڈال دیتا ہے۔ اور دُنیا کی حکومت اسے عطا کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح جو دین کے لئے باہر نکلتا ہے۔ اسے دین کی حکومت عطا کر دیتا ہے۔ انگریز دُنیا کے لئے باہر نکلے۔ خدا تعالےٰ نے دُنیا انہیں دی۔ تم

دین کے لئے

نکلو گے۔ تو خدا انہیں دین عطا کرے گا۔

میں نے افسوس کے ساتھ دیکھا ہے کہ مبلغین کلاس کے سوا باقی مدرسہ احمدیہ اور مولوی فاضل کلاس کے طلباء

دینی تعلیم سے بہت کم واقف

تھے۔ انہیں دوران تعلیم میں بھی تبلیغ کے لئے باہر بھیجتے رہنا چاہیئے۔ تا وہ وسیع مطالعہ کریں۔ اور واقفیت بڑھے۔ شعبۂ تعلیم کو میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خالی مولوی فاضل کسی کام کے نہیں۔ اور وہ ہر جگہ ناکام ہوں گے۔ یہ کوئی عذر نہیں۔ کہ امتحان کی تیاری کراتے ہو۔ اس تیاری کے ساتھ ہی دینی تعلیم ہونی چاہیئے۔ مدرسہ احمدیہ اور مولوی فاضل کلاس کے بعض طالب علم دینی تعلیم میں بہت کچے ثابت ہوئے بلکہ بعض ہائی سکول کے طلبا ان سے زیادہ واقف تھے۔ پس ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ ہر لڑکا ہر مہینہ میں ایک تقریر ضرور باہر جا کر کرے۔ اس سے ان کا علم بڑھے گا۔ اور دماغ میں روشنی پیدا ہوگی۔ اب میں پھر اصل سوال کی طرف لوٹتا ہوں۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ اس سال بھی

وقف کرنے والے آدمیوں کی ضرورت

ہے۔ گذشتہ سال کے کاموں کے علاوہ بعض اور کام بھی میرے مدنظر ہیں۔ مثلاً میرا ارادہ ہے۔ کہ اس سال کی تحریک میں بیکاری کو دور کرنا بھی شامل کر لیا جائے۔ اس وقت غریب اور بیکار لوگوں کو مدد دی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آئندہ ان کو کام پر لگایا جائے۔ ہماری آمد کا بہت سا حصہ تو تبلیغ پر صرف ہوتا ہے۔ کچھ تعلیم پر۔ کچھ مرکز کے کارکنوں پر اور اسی طرح لنگر خانہ پر بھی سالانہ جلسہ کے اخراجات کو ملا کر ۲۵-۲۶ ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کے بعد غرباء کی امداد کے لئے کم رقم بچتی ہے۔ مگر پھر بھی تعلیمی وظائف وغیرہ ملا کر تیس پینتیس ہزار روپیہ کی رقم صرف ہوتی ہے۔ مگر اتنی بڑی جماعت کے لحاظ سے یہ پھر بھی کم رہتی ہے۔ اور کمی کی وجہ سے کئی لوگ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ کئی شکوے بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ

مومن کو شکوہ کبھی نہیں کرنا چاہیئے

اسے چاہیئے کہ بجائے دو روپے نہ مل سکنے کا شکوہ کرنے کے ایک جو ملا ہے۔ اس کا شکر کرے۔ بہرحال غرباء کو پوری امداد نہیں دی جاتی۔ اور نہ دی جاسکتی ہے۔ اور اس کی وجہ قلت سرمایہ ہے۔ پس اس تکلیف کا اصل علاج یہی ہے کہ بیکاری کو دور کیا جائے۔ میں نے اس کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی تھی۔ مگر اس نے اپنا کام صرف یہی سمجھ رکھا ہے۔ کہ درخواستوں پر امداد دیئے جانے کی سفارش کر دے حالانکہ یہ کام تو میں خود بھی آسانی سے کر سکتا تھا۔ بلکہ غرباء چونکہ مجھ سے زیادہ ملتے اور اپنے حالات بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان سے بہتر طور پر کر سکتا تھا۔ پس امدادی رقم کی تقسیم کے لئے کسی امداد کی تو مجھے ضرورت نہیں۔ میری غرض تو یہ تھی۔ کہ بیکاروں کے لئے کام مہیا کیا جائے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ اس شعبہ کو بھی تحریک جدید میں ہی شامل کر دیا جائے اور اس کے لئے بھی ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوگی۔ جو اپنے آپ کو غرباء کی امداد اور ان کے لئے کام مہیا کرنے کے لئے وقف کر دے۔ یہ بھی مبلغ سے کم ثواب کا کام نہیں۔ جو کام بھی سپرد کر دیا جائے۔ وہی کرنا موجب ثواب ہے اگر کسی شخص کو کسی جگہ مدرس مقرر کر دیا جاتا ہے تو یہ نہیں۔ کہ وہ ثواب میں مبلغ سے کم رہیگا یا مثلاً بورڈنگ تحریک جدید کا انچارج ہے۔ بوجہ اس کے کہ اس کا کام

دین کی خدمت کے لئے ایک نئی نسل

پیدا کرنا ہے۔ یہ مبلغ کے کام سے کم اہمیت نہیں رکھتا۔ بلکہ اچھی طرح کیا جائے۔ تو مبلغ سے بھی زیادہ ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح غرباء کو کام پر لگانے میں امداد کرنا اور اس سلسلہ میں جو روپیہ اس کے سپرد کیا جائے۔ اسے ٹھیک طور پر استعمال کرنا کوئی کم ثواب کا موجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ اس میں

ہزاروں غرباء کی دعائیں

ملیں گی۔ زیادہ ثواب کا موجب ہوسکتا ہے۔ پس وقف کنندگان کو اگر تعلیم پر یا کسی اور کام پر لگا دیا جائے۔ تو انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارا ثواب کہاں گیا۔ مثلاً میں نے ان میں سے ایک کو تحریک جدید کے بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ بنایا ہے۔ وہ اگر بچوں کی اصلاح اور تربیت کے لئے رات دن ایک کرے۔ تو وہ سینکڑوں

مبلغوں میں چنندہ مبلغ

کے برابر ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ امداد بیکاران کے متعلق میرا ارادہ یہ ہے۔ کہ راس المال کو خرچ نہ کیا جائے۔ بلکہ بعض نفع مند کاموں پر روپیہ لگا کر جو نفع حاصل ہو۔ وہ اس مد میں خرچ کیا جائے۔ اور بیکاروں کے لئے لوہار۔ ترکھان۔ چمڑے کا کام مثلاً اٹیچی کیس اور بوٹ وغیرہ بنانا سکھائے جانے کا انتظام کیا جائے ہم سالانہ قادیان کے غرباء پر

۱۵ ہزار روپیہ کے قریب

صرف کرتے ہیں۔ ۵ ہزار تو زکوٰۃ کا ہوتا ہے۔ پھر کئی ایک کو لنگر خانہ سے روٹی دی جاتی ہے۔ پھر دار الشیوخ کے طلباء ہیں۔ جن کے لئے جمعہ کے روز آٹا جمع کیا جاتا ہے۔ عیدین کے موقعہ پر بھی کچھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور میں کچھ روپیہ اپنے پاس سے بھی خرچ کرتا ہوں اور یہ سب ملا کر قریباً پندرہ ہزار ہو جاتا ہے۔ اس کی بجائے اگر ہم فی الحال پانچ ہزار بھی تجارتی کاموں پر لگا دیں۔ تو اس سے بہت زیادہ فوائد ہوں گے۔ بیکاروں کے اندر کام سیکھنے کے بعد

قربانی کی روح

اور خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ اور مانگنے کی وجہ سے جو خست پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ دور ہوگی اور پانچ ہزار روپیہ سے ہم سو دو سو آدمی پال سکتے ہیں۔ اور ایسے کام نکالے جائیں گے۔ جن میں عورتیں اور نابینا اشخاص بھی حصہ لے سکیں۔ مثلاً ٹوکریاں بنانا چکیں بنانا ازار بند بنانا وغیرہ یہ ایسے کام ہیں۔ جنہیں عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔ اگر شروع میں ہمیں نقصان بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً ہم نے

دس ہزار

خرچ کیا۔ اور آٹھ ہزار کی آمد ہوئی۔ تو پھر بھی ہم نفع میں رہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی اگر ہم روپیہ سے امداد کرتے۔ تو غالباً پانچ ہزار سے کم خرچ نہ ہوتی۔ اگر اللہ تعالےٰ اس سلسلہ میں برکت دے۔ تو موجودہ بیکاروں کو کام پر لگانے کے بعد باہر سے بھی بیکاروں کو بلایا جاسکتا ہے۔ اور اس طرح یہ کام

قادیان کی ترقی کا موجب

بھی ہوسکتا ہے۔

پس اس کام کے لئے بھی ایک شخص کی ضرورت ہے۔ جو حقیقی معنوں میں زندگی وقف کرنے والا ہو۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ تکلیف سے گھبرا جاتے ہیں۔ یا کہیں زیادہ تنخواہ کی امید ہو تو چلے جاتے ہیں۔ بعض کام سے جی چراتے ہیں۔ بعض کام کے عادی ہی نہیں ہوتے۔ حالانکہ وقف کے معنی یہ ہیں۔ کہ سمجھ لیا جائے۔ اب اسی کام میں موت ہوگی۔ نہ دن کو آرام ہو۔ نہ رات کو نیند آئے۔

میرا ذاتی تجربہ

ہے۔ کہ حقیقی جوش سے کام کرنے والے کی نیند اکثر خراب ہو جایا کرتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ کئی دفعہ چارپائی پر لیٹ کر کئی کئی گھنٹے فکر سے نیند نہیں آتی۔ اور سلسلہ کے کاموں کے متعلق سوچنے اور فکر کرنے میں دماغ لگا رہتا ہے۔ پس کام کرنے والے کے لئے نیند بھی نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے جو کہا ہے۔ کہ مومن سوتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے دین کی فکر میں ہی تھک کر سو جاتے ہیں۔ اس لئے نیند میں بھی ان کا دماغ دین کے کام میں لگا رہتا ہے۔

پس وہ نوجوان آگے آئیں جو دین کے کام میں مرنا چاہیں۔ یہ غلطی ہے کہ بعض لوگ چھ سات گھنٹے کام کرنے کو احسان سمجھ لیتے ہیں۔ اور پھر ناکامی کو قسمت پر ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ گستاخ اور بے ادب ہے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ ناکامی خدا کی طرف سے آتی ہے خدا سے ہمیشہ کامیابی آتی ہے۔ اور جو ناکامی کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہتک کرنے والا ہے۔ پس جب تک کوئی یہ نہ سمجھے کہ ناکامی کا میں ذمہ وار ہوں۔ وہ اپنے آپ کو وقف نہ کرے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ کئی لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ناکامی ہوئی۔ تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے کیا کامیابی ہمارے اختیار میں ہے۔ یہ بین ایسے خیالات

قوم میں سستی

پیدا ہوتی ہے۔ یوروپین قوموں میں ناکامی کے عذر کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اور جو ناکام ہو۔ اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ کہ بس تم اس کام کے اہل نہیں۔ اس لئے تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ کہ جو کام بھی اس کے سپرد کیا جائے۔ اس میں کامیاب ہو کر دکھائے دیکھو زمینیں ہماری اچھی ہیں۔ اور کثرت سے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں زمیندار اگر کوئی ملازم رکھیں۔ تو اسے چند من غلہ کے سوا کوئی اجرت نہیں دے سکتے۔ مگر امریکہ والے زمیندار اپنے ملازموں کو دو دو سو روپیہ تنخواہیں دیتے ہیں اور پھر وہ اتنا غلہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے

ملک کا دیوالہ

نکال دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ لوگ پاگل ہو کر کام کرتے ہیں۔ میں نے لنڈن کی گلیوں میں کسی آدمی کو چلتے نہیں دیکھا۔ سب بھاگے پھرتے ہیں جب میں وہاں تھا۔ تو ایک دن مجھ سے حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے پوچھا۔ کہ کیا آپ نے یہاں کسی آدمی کو چلتے بھی دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ نہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی قریب کے مکان کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اور اسے بجھانے جا رہے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تیزی سے وہ لوگ چلتے ہیں پس مجھے ایسے انسانوں کی ضرورت ہے۔ جو خود پاگل ہوں۔ اور دوسروں کو پاگل کر دیں۔ یہ اتنے بڑے ثواب کا کام ہے۔ کہ ایسے شخص کا نام صدیوں تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اور اگر روپیہ آ جائے تو ایسے لوگوں کی خدمت کرنے سے بھی سلسلہ کو دریغ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر پندرہ ہزار منافع ہو جائے۔ تو اس میں سے کام کرنے والے کو چار پانچ سو یا ہزار دینے میں بھی کیا عذر ہو سکتا ہے۔ گویا اس کام میں دنیوی طور پر بھی فائدہ ہونے کا امکان ہے۔ جو دوست ان کاموں سے واقف ہوں۔ وہ یہ بھی مشورہ دیں۔ کہ کیا کیا کام جاری کئے جائیں میرے ذہن میں تو لکڑی کا کام۔ مثلاً میز کرسیاں بنانا۔ لوہے کا کام جیسے تالے قینچیاں کانٹے اور اسی قسم کی دوسری چیزیں جو دساور کے طور پر بھیجی جا سکتی ہیں۔ چمڑے کا کام یعنی بوٹ۔ اٹیچی کیس وغیرہ چیزیں تیار کرانا ہے۔ ہماری جماعت میں ہی ان کی کافی کھپت ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ

ازار بند۔ پراندے اور اسی قسم کی کئی دوسری چیزیں ہیں۔ گو ٹیڑھ کے استعمال نے انہیں ختم کر دیا ہے۔ لیکن اگر باہر اس کی کھپت ہو سکے۔ تو بھی تیار کرایا جا سکتا ہے۔ میں نے جہاں تک عقل کا کام تھا۔ یہ سکیم تیار کی ہے۔ باقی تجربہ سے جو حصہ تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بارہ میں اس خطبہ کی اشاعت کے بعد

تجربہ کار دوست اطلاع دیں

میری تجویز یہ ہے۔ کہ عورت مرد بچہ بوڑھا ہر ایک کو کسی کام پر لگا دیا جائے۔ اور سوائے معذوروں کے کوئی بیکار نہ رہے۔ اس طرح ہجرت کا سامان بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اب تو ہم ہجرت سے روکتے ہیں۔ مگر اس صورت میں باہر سے لوگوں کو بلا سکیں گے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ

ہم میں سے ہر شخص کما کر کھانے کا عادی ہو

میرا ارادہ ہے۔ کہ تحریک جدید کے طلباء کو بھی ایسے کام سکھائے جائیں۔ تا ان میں ہاتھ سے کام کرنے کی روح پیدا ہو۔ غریب امیر کا امتیاز مٹ جائے اور نوکری نہ ملے۔ تو کوئی پیشہ انکے ہاتھ میں ہو۔ پڑھے لکھے لوگ آجکل دس دس روپیہ کی چپڑاس کی نوکری کے لئے ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح کے کاموں سے وہ سو پچاس روپیہ ماہوار کما سکتے ہیں پس ایک تو دوست اس تجویز کے متعلق مشورہ دیں اور دوسرے نوجوان اپنے آپکو وقف کریں۔ دیکھو ایک نوجوان نے اس تحریک پر عمل کر کے دکھا دیا ہے۔ اور گو الفضل للمتقدم کے مطابق پہل کی عزت اسے مل گئی ہے۔ مگر تم دوسرے نمبر کی عزت کو ہی ضائع نہ کرو۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ نوجوان اس سال پہلے سے زیادہ قربانیاں کریں گے۔ اور ایک امتیاز پیدا کر کے دکھائیں گے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور مخلصین کے وعدے

۱۹۷

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور مالی تحریک جدید کے وعدے جماعتوں کی طرف سے آنے والے ہیں۔ البتہ جن دوستوں نے ۱۵ر نومبر ۱۹۳۵ء کا خطبہ جمعہ پڑھ یا سن کر فوری لبیک کہا ہے۔ اور گذشتہ سال کے وعدوں سے سوایا ڈیوڑھا۔ دوگنا یا اس سے بھی زیادہ چندہ حضرت امیر المومنین کے حضور پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس فہرست میں بعض زمیندار دوستوں کے بھی نام ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ سال قریباً پوری مقدار میں باوجود خود مقروض ہونے کے حصہ لیا۔ اور چندہ بھی قرض ہی لیکر ادا کیا۔ اور اس سال ہیں گذشتہ سال سے اڑھائی گنا زیادہ چندہ ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور حضور کی خدمت میں لکھا ہے۔ کہ یہ رقم جنوری ۱۹۳۶ء میں یکمشت پیش کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے۔ اور اجر عظیم عطا کرے۔ (خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

نام	رقم
حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۵۰۰
جماعت محلہ دارالرحمت	۱۰۲۴
چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری	۶۰۰
جماعت ملتان (ایک حصہ کی فہرست)	۵۵۱
شیخ عبدالغنی صاحب پشاور	۵۲۵
چودھری غلام حسین صاحب سفید پوش محلہ دارالفضل	۵۴۴
جماعت مزنگ لاہور (ایک حصہ کی فہرست ہے)	۴۷۵
میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی۔	۴۰۰
چوہدری اعظم علی صاحب سب جج	۳۶۰
جماعت فیض آباد (یہ وعدہ بمقابلہ گذشتہ سال دوگنے سے بھی زیادہ ہے)	۲۹۶
بابو عبدالرحیم صاحب اوورسیر حافظ آباد (نقد)	۲۴۰
ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب دھلی	۲۰۰
شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج	۱۸۰
سید صادق علی صاحب ٹینک پور	۱۲۵
چوہدری صادق علی صاحب محلہ دارالرحمت (نقد)	۱۲۵
مخدوم نذیر احمد صاحب عارف والہ	۱۲۵
محمد سالم اکبر صاحب بنگال	۱۲۰
میاں محمد الدین احمد صاحب رانچی	۸۰
مولوی عبدالباقی صاحب منٹگمری	۷۵
میاں محمد شریف صاحب فیروزپور چھاؤنی	۸-۷۲
بابو غلام محمد صاحب جنڈولہ	۷۰
مولوی فتح محمد صاحب سندھ	۷۰
بھائی محمود احمد صاحب قادیان (تین گنا)	۶۵
والدہ سردار امیر محمد خان صاحب کوٹ قیصرانی	۱
حاجی عبدالکریم صاحب	۶۰
اہلیہ صاحبہ چودھری بشیر احمد صاحب سب جج	۶۰
والدہ سردار منظور احمد خانصاحب کوٹ قیصرانی	۵۰
میر حمید اللہ صاحب کنڈیاں	۵۰
محمد عبدالحفیظ صاحب کلکتہ	۵۰
خانصاحب نسیم مبلغ رنگون	۵۰
مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری مبلغ	۵۰
سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیان	۵۰
ایچ۔ ایم مرغوب اللہ و مولوی عبدالکریم صاحبان پشاور	۹۰
سید محمد ہاشم صاحب ڈومیلی	۴۵
جماعت شیخ پور	۴۴/۸
چودھری محمد حیات صاحب پنشنر پٹی۔	۴۰
ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ٹیکہ منڈی بہاؤالدین	۴۰
قاضی محمد احسن صاحب قادیان	۳۷/۸
سید محمود عالم صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب	۳۵
شیخ احمد علی صاحب داؤد خیل	۳۰
منشی امام الدین صاحب قادیان	۳۰
چودھری عبدالرحیم صاحب عادل گڑھی	۱۰

مرزا ارشد بیگ صاحب مہاجر پٹی والے نے ۵۰ روپے گذشتہ سال سے پانچ گنا۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب قادیان ۴۰ روپے۔ گذشتہ سال سے دوگنا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل مدرسہ احمدیہ دو سو بیس روپے گذشتہ سال سے دوگنا۔ مرزا برکت علی صاحب امیر جماعت

[illegible]

مالی تحریک جدید کے متعلق حضرت امیر المومنین کا اعلان

ہر جماعت اور ہر فرد کا چندہ پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے

۵ نومبر کے خطبہ جمعہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

میں پھر اس مالی تحریک کا اعلان کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی دوستوں سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ مالی قربانی میں پچھلے سال سے زیادہ حصہ لیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ پچھلے سال کی قربانی دشمنوں کے لئے حیرت انگیز تھی۔ مگر میرے نزدیک بعض دوست زیادہ حصہ لے سکتے تھے۔ مگر انہوں نے کم حصہ لیا۔ اسی طرح ہندوستان سے باہر کی ہندوستانی جماعتوں نے اتنا حصہ نہیں لیا۔ جتنا میرے نزدیک وہ لے سکتے تھے کئی دوستوں نے تین سو کو آخری حد سمجھا۔ حالانکہ یہ زیادہ توفیق والوں کے لئے نیچے کی حد تھی اوپر کی حد نہ تھی۔ مگر بعض نے بہت بڑی قربانی کا بھی ثبوت دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی آمد کا قریباً ½ حصہ علاوہ دوسرے چندوں کے اس تحریک میں دیا۔ اور کل رقم چھبیس سو کی گذشتہ سال میں ادا کی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے۔ ان کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ اور ان کا نام لئے بغیر میں تحریک کرتا ہوں۔ کہ دوست ان کیلئے ضرور دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے۔ جو نیک اور دین کی خادم ہو۔

پس دوبارہ اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے میں اس امید کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ کہ دوست پہلے سے زیادہ اس سال حصہ لینگے اور حقیقی قربانی کا ثبوت دیں گے۔ تا ایمان کی قیمت میں اضافہ کا ثبوت مل سکے۔ جو شخص ایک سال خوشخطی کی مشق کرتا ہے یقیناً اگلے سال اس کا خط بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح قربانی کرنے والے کے ایمان میں بھی اضافہ ظاہر ہونا چاہیئے۔

پس دوستوں کو اس امر کا ثبوت دینا چاہیئے کہ گذشتہ سال کی قربانی نے ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے۔ اور آج وہ پچھلے سال سے زیادہ خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اور چاہیئے۔ کہ ہر جماعت کا چندہ پہلے سے بڑھ جائے۔ اور ہر فرد کا چندہ پہلے سے زیادہ ہو۔ سوائے اس صورت کے کہ کسی کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہے۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ بعض کے لئے ایسا کرنا فی الواقعہ ناممکن ہے۔ کیونکہ بعض نے اپنی اس سال کی آمد میں سے چندہ نہ دیا تھا۔ بلکہ عمر کا اندوختہ سب کا سب دیا تھا۔ ایسے دوست بے شک روپیہ کی صورت میں گذشتہ سال جتنا حصہ نہیں لے سکیں گے۔ لیکن ان کا اخلاص ضائع نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور گذشتہ سال کی قربانی کی وجہ سے اس سال ان کے ثواب کو رقم کے لحاظ سے نہیں بلکہ گذشتہ قربانی کے لحاظ سے بڑھائے گا۔ ان کے سوا جو لوگ ایسے ہوں۔ کہ وہ بڑی زیادتی نہ کر سکتے ہوں۔ ان کو بھی میں نصیحت کرونگا۔ کہ وہ کچھ بڑھا دیں۔ مثلاً پانچ کی جگہ چھ کر دیں۔ یا دس کی جگہ گیارہ کر دیں۔ تا کہ ان کا قدم نیکی میں آگے بڑھے۔ ٹھہرا نہ رہے۔

میں جماعت کو بتا چکا ہوں۔ کہ ابتلاؤں کا ایک لمبا سلسلہ ان کے سامنے ہے۔ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ ان کے سامنے ہے۔ جسے خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہی ختم کرے گا گذشتہ قوموں سے زیادہ قربانیوں کی امید ان سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے سپرد دنیا کی آخری جنگ کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جو اس وقت کی حقیر قربانی نہیں کر سکتا۔ کہ یہ جو مطالبات میں کر رہا ہوں۔ آئندہ کے مقابلہ پر بالکل حقیر ہیں۔ اسے اس سے بڑی قربانی کی توفیق نہیں مل سکے گی۔ جو آج چھوٹی کلاس کا سبق یاد نہیں کرتا۔ وہ کل کے بڑے امتحان میں ضرور فیل ہوگا۔ جو آج قربانی کی مشق نہیں کرتا۔ وہ کل ضرور میدان کارزار سے بھاگے گا۔ منافق یہی کہتے ہوئے رہ جائیں گے کہ ہائے چندہ ہائے چندہ۔ مگر ان کا ٹھکانہ خدا کے پاس نہیں ہوگا۔ ان کی باتوں میں نہ آؤ۔ اور اگر کسی کا دل ایسا ہے۔ کہ اس پر منافقوں کی باتوں کا اثر ہوتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ علیحدہ ہو جائے۔ منافق کی رفاقت ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر منافق تمہارے ساتھ ہونگے۔ تو تمہاری صفوں کو خراب کریں گے۔ پس ہر ایسا شخص پیچھے ہٹ جائے۔ تو یہ بھی اس کی ایک خدمت ہوگی۔

آج چندوں کے متعلق اعلان کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ پہ اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں۔ کہ یہ کام اسی کا ہے۔ اور میں عرصہ اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں مگر حکم اس کا ہے۔ وہ غیر محدود خزانوں والا ہے۔ اسے میرے دل کی تڑپ کا علم ہے۔ اور اس کام کی اہمیت کو جو ہمارے سپرد ہے وہ ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ پس میں اسی سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ جماعت کے سینوں کو کھولے۔ اور ان کے دلوں کے زنگ کو دور کرے۔ تا وہ ایک مخلص اور باوفا عاشق کی طرح اس کے دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھیں۔ اور دیوانہ وار اپنی بڑی اور چھوٹی قربانی کو خدا تعالےٰ کے قدموں میں لا ڈالیں۔ اور اپنے ایمان کا ایک کھلا ثبوت دے کر دشمن کو شرمندہ کریں۔ اور اس کی ہنسی کو رونے سے بدل دیں۔ اور نہ صرف یہ قربانی کریں۔ بلکہ دوسرے مطالبات جو جانی اور وقتی قربانیوں سے تعلق رکھتے ہیں ان میں دل کھول کر حصہ لیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی نذر حسین ولد میاں محمد شاہ ذات سید سکنہ کوٹ دھراماں تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی عنایتہ ولد چھانہ ذات بھٹی سکنہ شاہ جیونہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۱۹۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت۔ درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۱۹۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد مراد ذات سیال سکنہ شاہ جیونہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳/۱۲/۱۹۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵۔ خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی منتعلی ولد ہمایوں ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بہادل خان ولد شاہ بیگ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء۔ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کمو ولد گنڈا ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مودر خان ولد لال خان ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء۔ خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی علاول ولد شاہ بیگ ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۱۹۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی بورڈ قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی ذوالفقار خان ولد غلام جعفر۔ غلام جعفر ولد بھور۔ خان ذات بلوچ سکنہ جمالی خورد تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۴/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء۔ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی لعل ولد شاہرا ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۲۱۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۵/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مراد ولد احمد ذات بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۷۵ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۵/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۶/۱۱/۳۵ ۱۹۳۵ء خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مہر عدالت مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا!

ناظرین میں نہ تو اشتہاری حکیم ہوں نہ ڈاکٹر بلکہ ایک معمولی کلرک ہوں۔ بدقسمتی سے میں اپنی جوانی میں عاداتِ قبیحہ کا مرتکب ہوگیا۔ جس کے نتیجہ بد سے میں بالکل بے خبر تھا۔ اچانک عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد مجھے ناطاقتی کے نامراد امراض جو اس قبیح عادت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لاحق ہوگئے۔ بے انتہا شکایتوں کے سبب میرا چہرہ دن بدن لاغر اور زرد ہونے لگا۔ دوست احباب میری پژمردگی کا سبب پوچھتے تھے۔ مگر میں کسی کو اپنی حالت سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ در پردہ لاہور اور دیگر شہروں کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں سے جن کے لمبے چوڑے اشتہاروں کی کوئی حد نہ تھی۔ ادویات منگوا کر استعمال کرتا رہا لیکن بالکل بے سود خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ علاوہ خرچ کے کئی ایک اور تکلیفوں کا سامنا کرکے بھی مایوس رہنا پڑا۔ اس مایوسی کی حالت میں میں زندہ در گور ہونے کو ترجیح دیتا تھا۔ اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا۔ ۱۹۱۰ء میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ اور ایک جگہ ٹھہرتا ہوا نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں اترا۔ میرے ساتھ ایک فقیر خضر صورت جو ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے۔ مجھے پوچھنے لگے۔ کہ تم اُداس اور تمہاری شکل مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پُر درد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل بینائی سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بے کم و کاست اپنی تمام سرگزشت کا کچا چٹھا بیان کرکے یہ بھی کہہ دیا کہ میں ایسی زندگی سے تنگ آکر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اس فقیر صاحب کمال نے ازراہِ شفقت میرے حالِ زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کے لئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا کمزوری دور کرنے کے لئے مالش کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے چند ایک جنگلی جڑی بوٹیاں اور کئی ایک ادویات بازار سے خرید کر اس جوہر کیمیا رو برو اس صاحب کمال کے تیار کرکے استعمال کرنا شروع کیا۔

ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ ساتویں ہی روز میری تمام شکایتیں جو ایک ایسے مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ رفع ہونی شروع ہوگئیں۔ اور میں اپنے آپ کو یہ خوش قسمت فرد کہنے کا مستحق ہوگیا۔ اگرچہ مجھکو چند ہی روز کے استعمال سے نمایاں فائدہ ہوگیا۔ مگر میں نے بموجب ارشاد اپنے محسن کے ۴۱ روز تک پرہیز اور علاج جاری رکھا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ باسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق۔ بدن مضبوط اور بینائی طاقتور ہوگئی۔ اور تمام امراض کافور ہوگئے۔ گویا کبھی ہوئے ہی نہ تھے لاہور واپس آکر باقی ماندہ دوائی کا کئی ایک مایوس العلاج مریضوں پر تجربہ کیا۔ چنانچہ ہر قسم کی کمزوری وغیرہ کے لئے اکسیر سے بڑھکر پایا۔ اب کئی ایک دور اندیش اصحاب کے اصرار پر اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہار بغرض رفاہِ عام دیا جاتا ہے۔ جو اصحاب اس خطرناک اور قبیح عادت کا شکار ہوکر اپنے قوئی زائل کر چکے ہوں۔ اور سینکڑوں روپے علاج و معالجہ پر صرف کرکے بھی مایوس ہو رہے ہیں۔ وہ اس قلیل القیمت اور سریع التاثیر دوائی کو استعمال کرکے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ قیمت صرف لاگت اور خرچ اشتہارات پر بمشکل اکتفا کرتی ہے۔ ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے۔ قیمت فی شیشی روغن رجوع صحت کے لئے کافی ہے۔ تین روپے آٹھ آنے۔ قیمت مقوی اعصاب نیپالی گولیاں فی شیشی جس میں سات یوم کی ۱۴ خوراک موجود ہیں صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ/ ۲) جملہ امراض مخصوصہ کے مریضوں کے لئے یہ گولیاں از حد مفید ہیں۔ اور مادر زاد کمزوری کے سوا خواہ کسی قسم کی کمزوری کا مرض کیوں نہ ہو تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال کے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر بوڑھا جوان باسانی بغیر لحاظ موسم کے ان گولیوں کا استعمال کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس دوائی کے استعمال کے بعد کسی دوائی کی ضرورت نہ رہے گی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مکمل بکس میں تین شیشی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش ہوگی۔ مکمل بکس کی قیمت دس روپے دو بکسوں کی قیمت لعہ ۱۹ روپے۔ معمولی کمزوری کے لئے دو شیشیاں نیپالی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ آخر میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی بعض خدا نصیبوں کی طرح جعلی اشتہارات شائع کرکے پبلک سے روپیہ کمانے کی خواہش ہے۔ بلکہ محض دنیا کے فائدہ کو مدنظر رکھکر اور احباب کے اصرار سے یہ اشتہار بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے تندرست اصحاب بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے استعمال سے بدن میں خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ کاہلی اور سستی دُور ہو جاتی۔ بدن میں چستی آتی ہے۔ طبیعت ہر وقت ہشاش بشاش رہتی ہے۔ اس لئے وہ تمام مریض جو ہر جگہ سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ان گولیوں کا استعمال کرکے فائدہ اٹھائیں۔ یہ ان تمام مخفی دکھوں کا تمام دنیائی دوائیوں سے عجیب و غریب علاج ہے ضرورت مند اصحاب کو تجربہ کرنا لازمی ہے۔

ملنے کا پتہ

شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں موچی دروازہ لاہور

اخبار زمیندار لاہور

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔ ہم خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ شیخ صاحب کی مشہور و معروف دوائی کے ہزارہا صحت یافتہ لوگوں کے خطوط کے مطالعہ سے اس دوائی کی عظمت اور خوبی پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے۔ مردانہ بیماریوں کے مریض شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں لاہور کی بے نظیر دوائی سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ عرصہ ۳ سال سے اس دوائی کا اشتہار ملک کے معزز اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔

(منیجر صیغہ اشتہارات) ۱۳ مارچ ۳۵ء

جناب ڈاکٹر سیٹھا رام صاحب

میڈیکل آفیسر

اے۔ سی ڈسپنسری باڈن (حیدرآباد سندھ) میں نے آپ کا وی پی جس میں ۲ شیشی نیپالی گولیاں اور ایک شیشی نیپالی تیل تھا۔ وصول کرکے ایک مریض پر تجربہ کیا۔ آپ کی دوائیوں نے مریض کو بالکل تندرست کر دیا۔ مہربانی کرکے ایک پارسل اور روانہ کردیں۔ میں نے اپنے مریضوں میں آپ کی دوائی کا چرچا شروع کر دیا ہے۔ واقعی اکسیر صفت دوا ہے۔

تجربہ کرنے پر اکسیر

ثابت ہوئی ہیں

جناب شیخ صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپکی دوائی جو آپ کے شفاخانہ سے لایا۔ وہ گولیاں اور روغن مایوس العلاج مریض پر تجربہ کرنے سے اکسیر ثابت ہوئی ہیں۔ میں آپکی محنت اور سچائی کے تہِ دل سے مشکور ہوں۔ حکیم شیخ عبید اللہ۔ گجرات۔

جناب حکیم علاؤالدین صاحب

سیشن گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی دوائی سے میرے زیرِ علاج مریض عرصہ چار سال سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ میں آپکی دوائی کو اکسیر سے بڑھکر زود اثر مانتا ہوں۔ دو مریضوں کے لئے دو مکمل بکس میرے نام روانہ کردیں۔

اخبار لاحول

"اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔" اس عنوان سے ایک اشتہار سالہا سال سے اخبارات میں شائع ہو رہا ہے ہم نے اسے اپنے ایک نہایت ہی مایوس از کار رفتہ دوست پر آزمایا۔ واقعی تیر بہدف پایا۔

جناب ڈاکٹر بکرجی صاحب

بنا بنگال سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی دوائی سے دو مریض اور تندرست ہوگئے ہیں۔ واقعی آپ کی دوائی بہت مفید ہے ایک مکمل بکس ایک مریض کے لئے اور روانہ فرمائیں۔

آپ کی دوا بہت قابل تعریف ہے

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم چند یوم ہوئے۔ کہ آپ سے ایک شیشی مقوی اعصاب گولیاں منگا کر استعمال کیں۔ واقعی ان کے استعمال سے میں بالکل ٹھیک ہوگیا ہوں۔ آپ کی دوا بہت قابل تعریف ہے۔

منشی فضل الدین کارخانہ دھاریوال

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں!

وارسا (پولینڈ) ۳۰ نومبر۔ آج یہودیوں کے خلاف فسادات رونما ہونے پر پولیس کی جمعیت نے لوگوں پر فائر کئے۔ جس سے چار آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ باغی سرغنوں کو گرفتار کیا گیا۔

اسمارہ۔ ۳۰ نومبر۔ اطالوی محکمہ سنسر کو مضبوط کر رہے ہیں۔ تاکہ غنیم تک ان کی خبریں نہ پہنچ سکیں۔

عدیس آبابا۔ ۳۰ نومبر۔ دولال کو دوبائیں چین لینے کا سرکاری اعلان اور مکالے پر بھی قبضہ ہو جانے کی افواہ ابھی تک غیر مصدقہ ہے۔ حکومت نے دونوں مقامات کے فوجی قائدین کو مزید تفصیلات کے لئے تار بھیجے ہیں۔

لاہور۔ ۳۰ نومبر۔ آج سکھوں کے ایک مشتعل جلوس نے نہتے مسلمانوں پر جو میونسپل باغ میں بیٹھے تھے۔ کرپانوں وغیرہ سے اچانک حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۶ مسلمان شدید و خفیف مجروح ہوئے۔ مجروحین میں کی حالت خطرناک ہے۔ حملہ آوروں نے چار دوکانیں بھی لوٹ لیں۔ دوکانداروں کو بھی ضربات آئیں۔ دوکاندار حملہ آوروں کی یورش سے ڈر کر دوکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے کیونکہ حملہ آور ننگی کرپانوں سے مسلح تھے۔ اور بغیر کسی وجہ کے مسلمانوں پر وار کر رہے تھے حملہ آوروں نے اینٹیں بھی برسائیں۔ اس موقع پر دو پولیس افسران نے مسلمانوں کی طرف رخ کر کے پستول کے ہوائی فائر کئے جس پر حملہ آوروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور وہ بلا کسی روک ٹوک مسلمانوں پر پل پڑے۔ اس وقت تک تین حملہ آور پولیس کی زیر حراست کئے گئے ہیں۔

نانکن۔ ۳۰ نومبر۔ حکومت چین نے شمالی چین کی تحریک آزادی میں جاپانی فوج کی شمولیت کے متعلق حکومت جاپان کے پاس احتجاج کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس امر کی شکایت بھی پیش کی گئی ہے کہ جاپانی فوجوں نے ... ریلوے سٹیشنوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

لاہور۔ ۳۰ نومبر۔ مزار شاہ کاکو شاہ کے انہدام کے متعلق ... مسجد شہید گنج کمیٹی کے ... اور دیگر ... سکھوں کے خلاف فرد جرم عاید ہو چکی ہے۔ ملزمین

جن میں ایک عورت بھی ہے۔ پانچ پانچ صد روپیہ کی ضمانت حاضری پر رہا ہیں۔

روما ۲۹ نومبر۔ حکومت اطالیہ نے ممنوعہ اشیاء میں تیل اور پٹرول کی توسیع کے سوال سے متاثر ہو کر بعض فوجوں کی نقل و حرکت شروع کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت اٹلی کا ارادہ ہے۔ کہ اطالوی فوجوں کو مصر کی سرحد تک لے جائے۔ جہاں سے مصر پر حملہ ہو سکے۔

بمبئی۔ ۳۰ نومبر۔ ڈاکٹر امبیدکار نے ایک نمائندہ پریس سے کہا۔ اچھوت کانفرنس کا فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو۔ میں ضرور ہندو مذہب ترک کر دوں گا۔ اگر اچھوت قوم ہندو دھرم ترک کرنے کو تیار نہ ہوئی۔ تو میں پھر بھی مذہب ... نے ... کے لئے مسٹر کے ایل گابا کے رہائشی مکان کی نیلامی کا حکم دیا ہے۔ نیلامی کے لئے عدالت نے ۲۰ دسمبر کی تاریخ مقرر کی ہے۔

روما ۲۹ نومبر۔ حبشہ میں اطالوی افواج کی شکست سے متاثر ہو کر مسولینی نے ایک لاکھ اطالوی فوجیوں کو جنہیں کھیتوں اور کارخانوں میں کام کرنے کے لئے رخصت کے احکام جاری ہوئے تھے واپس بلا لیا ہے۔

نانکن ۲۹ نومبر۔ چین کے وزیر اعظم اور ایک صوبہ کے گورنر نے استعفیٰ دیدیا ہے۔

لاہور۔ ۳۰ نومبر۔ کل پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں سردار بشن سنگھ کی طرف سے جیون سنگھ پر قاتلانہ حملہ ہونے پر بحث کرنے کی غرض سے تحریک التوا پیش کی گئی۔ سکھ ممبران کی اشتعال انگیز تقریروں کے مقابلہ میں مسلمان ممبروں نے متانت اور سنجیدگی کا اظہار کیا۔

روما ۲۹ نومبر۔ پٹرول پر بھی چونکہ پابندی عاید کئے جانے کا سوال درپیش ہے۔ اس لئے اہل اطالیہ پٹرول کے عوض کسی دوسری شے کی ایجاد کے لئے تحقیق و تدقیق کر رہے ہیں۔

روما۔ ۳۰ نومبر۔ ایک کمیونک مظہر ہے

کہ علاقہ ڈمبرٹا میں علاقہ کی صفائی کا کام جاری ہے۔ دریائے گھیبا کے مغربی کنارے پر ایک اطالوی دستے کا مسلح حبشیوں سے تصادم ہوا۔ جس میں دس حبشی ہلاک ہوئے۔ سمالی لینڈ کے ایک ائیر فورس دستے نے ڈگابر کے استحکامات پر پھر بم باری کی۔ اور لاریوں کو تباہ کر دیا۔

عدیس آبابا۔ ۳۰ نومبر۔ شہنشاہ حبشہ شمالی سرحد کی طرف ایک لاری میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کے پیچھے سامان وغیرہ سے لدی ہوئی متعدد لاریاں بھی روانہ ہو گئی ہیں۔ ڈیسی کے مقام پر افواج کا جائزہ لے کر شہنشاہ حبشہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سرحد کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی کے دوران میں دارالخلافہ کے معاملات کا انصرام ولی عہد کے ہاتھ میں ہوگا۔

پیرس۔ ۳۰ نومبر۔ معلوم ہوا ہے فرانسیسی وزیر اعظم نے اطالوی سفیر پر یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ حکومت فرانس لیگ کے مواثیق کے مطابق لیگ کی ممبر تمام حکومتوں سے تعاون کے اصول پر قائم ہے۔ اگر برطانیہ یا لیگ سے متعلقہ کسی اور ملک پر حملہ ہوا تو فرانس اس حملہ کو لیگ کی تمام حکومتوں پر حملہ تصور کرے گا۔ اور اس کی مدافعت کے لئے لیگ کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گا۔

کلکتہ۔ ۳۰ نومبر۔ گذشتہ شب کلکتہ کے پٹ سن کے ایک کارخانہ میں آگ لگ جانے سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ آگ بجھانے والے انجنوں نے صبح تک آگ کو فرو کیا۔

بمبئی۔ ۳۰ نومبر۔ سر فلپ چیٹوڈ سابق کمانڈر انچیف افواج ہند آج انگلینڈ روانہ ہو گئے۔

جموں۔ ۳۰ نومبر۔ امید کی جاتی ہے کہ مئی ۱۹۳۶ء سے لاہور اور امرتسر کے درمیان ہوائی جہاز کے ذریعہ آمد و رفت جاری ہو جائے گی۔ لاہور سے سری نگر اور سری نگر سے واپس لاہور کا کرایہ ۹۰ روپیہ ہوگا۔

لدھیانہ۔ ۳۰ نومبر۔ لالہ دینا ناتھ سب جج لدھیانہ کی عدالت میں کمسنہ کی ایک عمارت کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ہندو اسے سمادھ قرار دے رہے ہیں۔ اور مسلمان کسی پیر کا مقبرہ قرار دے رہے ہیں۔

پشاور۔ ۳۰ نومبر۔ ۱۹ دسمبر کو انڈین ڈی لیمیٹیشن کمیٹی کے صدر اور دوسرے ارکان پشاور پہنچیں گے۔ اور پراونشل فرنچائز کمیٹی کی حلقہ ہائے انتخاب کے متعلق تجاویز پر بحث و تمحیص کریں گے۔

پشاور۔ ۳۰ نومبر۔ چارسدہ جنگی مجرم کی پر مسز لاٹن جو اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ کی بیوی ہیں کی موٹر پر بعض باغی قبائلی لوگوں نے اردلی سے پستول چھین کر فائر کر دیا۔ اردلی مجروح ہوا۔ مسز لاٹن بچ گئیں۔

عدیس آبابا۔ ۳۰ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اسیمزا کے قبائلی لوگوں نے اڈدبو اور اگر اس کے درمیان موسیٰ علی کے مقام پر ایک اطالوی دستے کو سخت ہزیمت دی۔ اور ۸۳ اطالویوں کو ہلاک کیا۔ اور پچاس اونٹ۔ دیگر سامان اور ۱۰۰ رائفلوں پر قبضہ کیا۔

ماسکو۔ ۳۰ نومبر۔ کل ایک طیارہ جو بطور امتحان پرواز کر رہا تھا۔ گر گیا جس کے نتیجہ میں پانچ آدمی ہلاک ہوئے۔

نیویارک۔ ۳۰ نومبر۔ کیلیفورنیا کی سٹینڈرڈ آئل کمپنی کے نائب صدر نے اعلان کیا ہے۔ "اگر گورنمنٹ کو خواہش ہو۔ تو امریکہ کی آئل کمپنیاں اٹلی کو تیل فروخت کرنا بند کر دیں گی"۔

سکندریہ۔ ۳۰ نومبر۔ اگرچہ مسولینی کے لیبیا کی طرف اطالوی افواج کی نقل و حرکت کے متعلق علم کی افواہ پھیل رہی ہے۔ تاہم اٹلی کے مصر پر حملہ کے امکان کو مصر میں کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی